يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

الحمد للہ مولوی صاحب کی

تصنیف کردہ ایک سو چالیسویں کتاب جسمیں حضرت پیران پیرؒ کے وہ ملفوظات گرامی مع ترجمہ جمع ہیں جن سے توحید و سنّت کا اثبات اور بدعتوں اور خلاف شرع مسائل کی تردید ہوتی ہے۔ ساتھ ہی اس بات کا بھی بہت ہی دلیلوں سے ثبوت ہے کہ کتاب غنیۃ الطالبین حضرت پیر صاحبؒ ہی کی تصنیف ہے۔ بنام

غُنیہ محمدی

از تصنیفات مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ

مقامِ اشاعت

مکتبہ محمدیہ

۳/۷ دہلی کالونی ۔ کراچی نمبر ۶

قیمت فی کتاب ۷۵ پیسہ ۔ فی سینکڑہ ۵۰ روپے ۔ علاوہ خرچ ڈاک

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

سمجھدار بھائیو! آؤ ان کی سچی باتوں پر تو عمل کر لو جو دونوں جماعتوں کے مسلم بزرگ ہیں

الحمد للہ مولوی صاحب کی

تصنیف کردہ ایک سو چالیسویں کتاب جسمیں حضرت پیران پیر کے وہ ملفوظات گرامی مع ترجمہ جمع ہیں جن سے توحید و سنت کا اثبات اور بدعتوں اور خلاف شرع مسائل کی تردید ہوتی ہے۔ ساتھ ہی اس بات کا بھی بہت ہی دلیلوں سے ثبوت ہے کہ کتاب غنیۃ الطالبین حضرت پیر صاحب ہی کی تصنیف ہے۔ بنام

غنیہ محمدی

از تصنیفات مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ

مقام اشاعت

مکتبہ محمدیہ

۲۳ دہلی کالونی - کراچی ۶

قیمت فی کتاب ۵۰ پیسہ۔ فی سینکڑہ ۵۰ روپے۔ علاوہ خرچ ڈاک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ أَمَّا بَعْدُ ۝

کون سا وہ مسلمان ہوگا؟ جو موجودہ مسلمانوں کی اس زبوں حالی پر افسوس نہ کرتا ہو جو ان کی بہترین ترقی کے عروج کا موجودہ تنزل دیکھ کر ہاتھ نہ ملتا ہو؟ گو دنیا اس کی وجہ کچھ بھی بیان کرے لیکن ہمارے نزدیک تو اس کی ایک اور صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ موجودہ مسلمانوں کا حدیث و قرآن کے عمل سے ہٹ جانا۔ توحید و سنت کا چھوڑ بیٹھنا ہے۔ یہ وجہ اس قدر ظاہر ہے کہ اس پر کسی بیرونی دلیل کے وارد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے اسلاف کو دیکھ لیجئے۔ توحید و سنت حدیث و قرآن نے انھیں بوریا نشینی سے تخت سلطنت دلوایا۔ اور جب سے یہ پاک جذبہ اٹھ گیا، تسفل اور تنزل نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ اب اس کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھر کتاب و سنت کو سر پر چڑھا لیا جائے اور توحید و سنت کی پابندی کر لی جائے۔

میں اب تک مسلمانوں سے نا امید نہیں ہوں میں جانتا ہوں کہ مسلمان جس

غلط راہ چل رہے ہیں، اسے غلط جانتے ہی نہیں۔ اگر انھیں اس کا غلط ہونا بتلا دیا جائے، تو بہت ممکن ہے کہ وہ اس غلط راستے سے واپس ہو جائیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ صحیح رہبری انھیں فائدہ پہنچاتی ہے اور یہ حق بات کو قبول کر لیتے ہیں۔ توحید و سنت کو خود انھوں نے نہیں چھوڑا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان سے چھڑوائی گئی ہے۔ انھیں قبروں پر اور چلّوں پر جھکا کر ان سے کہہ دیا گیا کہ اسلامی توحید یہی ہے، انھیں پیر پرستی اور اولیاء پرستی سکھا کر بتلا دیا گیا، کہ اصل طریقہ، اسلام یہی ہے۔ پس ضرورت ہے کہ بار بار طرح طرح سے موقعہ بہ موقعہ اس پردے کو چاک کر دیا جائے۔ اور سچ جھوٹ کا شرک و توحید کا سنت و بدعت کا فرق ان پر واضح کر دیا جائے۔

میں نے جب سے علمی خدمت کے میدان میں قدم رکھا ہے اسی جذبے کے ماتحت قلم اٹھایا ہے۔ اس وقت تک بحمد اللہ سوا سو سے زائد تصنیفات و تالیفات میں شائع کر چکا ہوں۔ بحمد اللہ میں نے نہیں دیکھا کہ ایک کتاب بھی اثر اندازی اور حق نمائی میں نمایاں طور پر کامیاب نہ ہوئی ہو۔ یہی وہ خوشی ہے جو تکان پیدا نہیں ہونے دیتی، اور مایوسی کو پاس نہیں پھٹکنے دیتی۔

اسی ذیقعدہ کا ذکر ہے کہ میں نے ملفوظات شاہ جیلاں رحمتہ اللہ علیہ کا کچھ حصہ جمع کیا تھا، اور کتاب و سنت اور فقہ حنفی سے اُسے مؤکد کر کے بصورت کتاب بنام ذمۂ محمدی شائع کیا تھا۔ اطراف ہند کے ان چند دنوں کے خطوط نے میرے دل میں مسرت کی لہر دوڑا دی کہ بحمد اللہ اس کتاب نے بہت اچھا اثر کیا۔ اور بہت سے بے خبر باخبر بن گئے۔ اور وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی

سیئاً للّٰہ۔ اور صلوٰۃِ غوثیہ۔ اور گیارہویں۔ اور بہت سی شرک و بدعت کی رسموں سے "تائب ہو گئے" فالحمد للّٰہ۔ اس خبر نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں شاہ موصوف رحمۃ اللّٰہ علیہ کے اسی قسم کے اور ارشادات بھی جمع کر دوں۔ اور مسلم جماعت کے ہاتھ میں پہنچا دوں تاکہ اور برادران بھی صراطِ مستقیم پہ آجائیں۔

میری تہِ دل سے جنابِ باری ارحم الرّاحمین کی درگاہ میں دعا ہے کہ وہ مالک الملک اپنے بندوں کی مشکل کشائی کرے، ان کی دستگیری فرمائے، ان کی فریاد رسی کیجیے، انھیں حق پر چلائے، ناحق سے بچائے، آمین!

شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے جو ارشادات اور ان ارشادات کے متعلق جو بحثیں اس کتاب غنیۂ محمدی کے پہلے حصے ذمّۂ محمدی میں گذر چکی ہیں، ان کے علاوہ چند ارشادات شاہ صاحبؒ کے اس کتاب میں جمع ہیں۔ اور مریدانِ شاہ صاحبؒ کو دعوتِ عام ہے کہ وہ اپنے قول کو فعل تک پہنچائیں۔ شاہ صاحبؒ کے ارشادات و ملفوظات کی قدر کریں۔ اور ان کے خلاف سے بچیں۔ میں خصوصیت کے ساتھ اپنی قومِ میمن کی خدمت میں بھی عرض گذار ہوں کہ آپ جیسے تجارتی طبقے کو تو بہت ہی سمجھداری سے کام کرنا چاہیئے۔ صرف گیارہویں کر لینے سے اٹھتے بیٹھتے نام لے دینے سے پیر صاحبؒ کی سوائی کر لینے سے آپ ان کے سچے ماننے والے نہیں بن سکتے۔ پیر صاحب کوئی رشوت لینے والے افسر نہیں۔ پیر صاحب کوئی لالچی آدمی نہیں۔ پیر صاحب کچھ خوشامد پسند نہیں کہ ان بھتّوں میں آجائیں بلکہ پیر صاحبؒ کی حقیقی مریدی یہی ہے کہ ان کے ارشادات فیض بنیاد کو جو مطابقِ حدیث و قرآن ہیں عمل میں لایا جائے اور ان کی تعلیم سے

ادھر ادھر نہ ہٹا جائے۔

شاہ صاحبؒ کے ان ملفوظاتِ طیبات کو جو ہم غنیۂ محمدی میں وارد کر چکے ہیں' پڑھکر اب مزید سنئے۔

(۱) حنفی مذہب حضرات تیمم دو ضربوں سے کرتے ہیں' ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر ملتے ہیں دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر کلائیوں پر۔ لیکن اہلحدیث صرف ایک ہی مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر ملتے ہیں' اور دونوں ہاتھ کے پہنچوں پر۔ یہی حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ارشاد ہے۔ غنیۃ الطالبین ص۔ میں ہے ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً الخ یعنی تیمم کے لئے صرف ایک ہی مرتبہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کر غبار آلود ہاتھ منہ پر مل لے' اور دونوں ہاتھوں کے پہنچوں پر +

(۲) حنفی مذہب میں ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے بجائے اور کوئی الفاظ تعظیم کہے تو بھی جائز ہے' لیکن اہلحدیث اس کے برخلاف ہیں' وہ کہتے ہیں کہ اللہ اکبر ہی سے نماز شروع کرے اور الفاظِ تعظیم جائز نہیں۔ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اہلحدیث ہی کو ڈگری دیتے ہیں' غنیہ کے ص۹ پر لکھتے ہیں دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ بِقَوْلِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا یُجْزِئُہٗ غَیْرُہٗ مِنَ الْفَاظِ التَّعْظِیْمِ یعنی نماز میں داخل ہونے کے لئے صرف اللہ اکبر ہے' اس کے سوا اور الفاظ تعظیم جائز نہیں +

(۳) اہلحدیث سورۂ فاتحہ کو رکن نماز مانتے ہیں۔ اور اس کے پڑھے بغیر نماز کو باطل جانتے ہیں شاہ جیلانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں' غنیہ کے ص۹ پر ارکانِ نماز گنواتے ہوئے لکھتے ہیں وَ قِرَاءَۃُ الْفَاتِحَۃِ سورہ فاتحہ کا پڑھنا۔ اور ص۱۱ پر لکھتے ہیں

اِنْ تَرَكَ رُكْناً عَامِدًا اَوْسَاهِيًا بَطَلَتْ یعنی رکن نماز کو چھوڑ دینے سے نماز باطل ہوجاتی ہے پس سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر نماز باطل ہے۔ کوئی سی نماز ہو یعنی فرض ہو یا نفل کوئی سا نمازی ہو یعنی مقتدی ہو یا امام ہو یا منفرد ہو ۔

(۴) شاہ صاحب کے مریدو! آپ کے مجمع باجوں گاجوں اور راگ راگنیوں سے ہی شاندار اور پر رونق ہوتے ہیں، حالانکہ آپ کے پیر صاحبؒ فرماتے ہیں فَاِنْ حَضَرَهٗ مُنْكَرٌ كَالطَّبْلِ وَالْمَزَامِيْرِ وَالْعُوْدِ وَالنَّايِ وَالشَّرْبُوْقِ وَالشَّبَابَةِ وَالرَّبَابِ وَالمعانی وَالطَّنَابِيْرِ وَالْجِرَانِ الَّذِيْ يَلْعَبُ بِهِ التُّرْكُ لَا يَجْلِسُ هُنَاكَ لِاَنَّ جَمِيْعَ ذَالِكَ مُحَرَّمٌ (غنیۃ الطالبین صـ٥٥) یعنی جس مجلس میں ناجائز کام اور باجے گاجے ہوں وہاں نہ جائے۔ جیسے ڈھول طبلہ سارنگی بانسری بربط نے شہنائی شربوق دوتارہ ستار طنبورہ اور جبران جس سے ترک کھیلتے ہیں۔ یا وہاں گویّے ہوں، یا باجا بجانے والے ہوں تو اُس مجلس میں بھی نہ جائے نہ وہاں بیٹھے۔ اس لئے کہ یہ سب کام حرام ہیں ۔

(۵) بھائیو! یہ کہاں کی مریدی ہے؟ کہ جس کام سے جس قدر پیر روکے، مرید اُسے اسی قدر دھڑتے سے کرے۔ سنو! تم قوالیاں کرتے ہو کراتے ہو بلکہ اسے عبادت سمجھتے ہو اس میں سر دھنتے والوں کو اسے سن کر وجد میں آکر تھرکنے کودنے والوں کو تم ولی اللہ سمجھتے ہو اور حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے صـ٥٥ میں لکھتے ہیں سَمَاعُ الْقَوْلِ بِالْقَصَبِ وَالتَّرَقُّصُ مَكْرُوْهٌ الخ یعنی باجے کے ساتھ قوالی کا سننا اور (وجد میں آکر) رقص کرنا مکروہ ہے یہی تفسیر ہے آیت قرآن وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ

کی حدیث میں بھی ہے کہ گانا دل میں نفاق کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح سیلاب سبزے کو اگاتا ہے +

(۶) دوستو! تم ختنے کی دعوتیں، دھوم سے کرتے ہو اور مزے سے کھاتے اڑاتے ہو لیکن سنو! تمہارے پیر صاحب تمہیں کیا ارشاد فرماتے ہیں غنیہ کے ص۶ میں ہے دَعْوَةُ الْخِتَانِ لَيْسَتْ مُسْتَحَبَّةً وَلَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ اِلَيْهَا اَنْ يُّجِيْبَ یعنی ختنے کی دعوت مستحب نہیں۔ جسے اس کی دعوت دی جائے اُسے چاہیئے کہ دعوت قبول نہ کرے +

(۷) غنیہ ص۹۳ میں لکھتے ہیں فَاَمَّا مَا يَنْضَمُّ اِلَى الْمَلَاهِيْ فَمَحْظُوْرٌ یعنی باجوں کے ساتھ اشعار کا پڑھنا حرام ہے۔ پس قوالی کے حرام ہونے کا فتویٰ شاہ صاحب کا ہے اور قوالی کے عبادت ہونے کا فتویٰ اُن کا ہے جو اپنے تئیں شاہ صاحب کا مرید تصور کرتے ہیں۔ دوستو! آپ حضرات پیر صاحب کے سچے مرید اس وقت ہو سکتے ہو جب ان باجوں گاجوں کو ان قوالیوں اور راگ راگنیوں کو سوختہ کر دو اور ان سے یکسر توبہ کر لو +

(۸) آج اَمرد لونڈوں سے اور عورتوں سے بھی غزلیں اور اشعار گوائے جاتے ہیں اور لٹوں دار صوفی ان سے مزہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حقانی اشعار ہیں۔ حالانکہ شاہ جیلانیؒ فرماتے ہیں لَا يَسْتَمِعُ اِلَى اَصْوَاتِ الْاَجْنَبِيَّاتِ مِنْ شَوَابِّ النِّسَآءِ (الی) فَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ سِمَاعُ ذَالِكَ (غنیہ ص۹۴) یعنی غیر محرم عورتوں کا گانا نہ سنے۔ خصوصاً غزلیں اور اشعار وغیرہ جن میں عشقیہ چاشنی ہوتی ہے۔ کسی کو بھی ان کا سننا جائز نہیں۔ گو کوئی کہے کہ میں

ان کے اندر یہی معنی مراد لیتا ہوں۔

(۹) عموماً موت پر اور خصوصاً محرم کے عاشورے میں خوب سینہ کوبی ہوتی ہے ماتم داری ہوتی ہے مرثیہ خوانی ہوتی ہے حالانکہ حضرت پیر صاحب مرحوم فرماتے ہیں یُکْرَہُ النَّدْبُ وَالنِّیَاحَۃُ یعنی واویلا کرنا بیان کر کے رونا پیٹنا نوحہ خوانی کرنا مکروہ یعنی حرام ہے۔

(۱۰) آج عام زبانوں پر چڑھ گیا ہے کہ وہ شاہ صاحب کو دستگیر بے کساں، مشکل کشا، غوث الثقلین اور نہ جانیں کیا کیا کہتے ہیں اور خدائی اوصاف ان میں بتلاتے ہیں حالانکہ آپ اپنی کتاب غنیہ کے صـ۲۰۱ میں لکھتے ہیں یُکْرَہُ مِنَ الْاَلْقَابِ وَالْاَسْمَاءِ مَا یُوَازِیْ اَسْمَاءَ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی ایسے القاب اور نام رکھنا جو اللہ تعالیٰ کے ناموں کی برابری کریں مکروہ ہے۔ پس جنات اور انسانوں کا فریادرس اللہ تعالیٰ ہے آپ نے غوث الثقلین نام رکھ کر شاہ صاحب کو ایذا دی دستگیر بے کساں اللہ تعالیٰ ہے آپ نے شاہ صاحب کو یہ لقب دیکر ان کے فرمان کو روند ڈالا۔ مشکل کشا اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام ہے آپ نے یہ نام شاہ جیلانی کا رکھ کر انھیں دلی صدمہ پہنچایا اب فرمایئے آپ مُرید ہیں یا مُرتد؟

(۱۱) تم آج قبروں پر جا کر انھیں چومتے چاٹتے ہو اُن پر ہاتھ بلکہ سر ملتے ہو۔ اور تمہارے پیر صاحب اسے یہودیت بتلاتے ہیں سنیئے صـ۱۰۳ غنیہ پر لکھتے ہیں اِذَا زَارَ قَبْرًا لَمْ یَضَعْ یَدَہٗ عَلَیْہِ وَلَا یُقَبِّلْہُ فَاِنَّہٗ عَادَۃُ الْیَھُوْدِ یعنی قبروں پر ہاتھ پھیرنا اور قبروں کو بوسہ دینا یہ یہودیوں کی عادت ہے۔

(۱۲) تم نے آج بزرگوں کے سامنے سر جھکانے شروع کر دیئے ہیں۔ بلکہ

قبروں چلّوں اور تعزیوں پر بھی تم دھڑا دھڑ سجدے کر رہے ہو اور پیر صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت قیس بن سعدؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مقام حیرہ میں میں نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو حضور تو اس کے زیادہ لائق ہیں آپ نے جواب میں فرمایا کہ بتلا اگر تیرا گذر میری قبر پر ہو تو کیا تو اسے سجدہ کرے گا؟ حضرت قیسؓ نے فرمایا نہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا فَلَا تَفْعَلُوْا ذَالِکَ اِذًا بس خبردار اب بھی تم مجھے سجدہ نہ کرو ص ۱۲۷/۱۲۶ پس تمام مخلوق سے اچھے خدا کے حبیب اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی زندگی میں سجدہ کرنا حرام۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی قبر شریف پر سجدہ کرنا حرام اس روایت کو شاہ جیلانیؒ لائیں تم انھیں بڑا پیر مانو لیکن پھر بھی ادھر ادھر ماتھا ٹکاتے پھرو سر رگڑتے رہو سجدہ ریزیاں کرتے رہو، اب بتلاؤ کہ تم شاہ صاحبؒ کے ماننے والے ہو یا ان کے منکر؟ سنو اگر سچ مچ پیر صاحب کو مانتے ہو تو خبردار اپنا سر کسی کے سامنے نہ جھکانا ورنہ مشرک اور بے پیرے ہو جاؤ گے۔ سجدہ صرف خدا کے سامنے ہی کرو۔

(۱۳) آج تم سمجھ رہے ہو کہ دنیا میں تمام تر تصرف اولیاء اللہ کے قبضے میں ہے جسے وہ چاہیں برکتیں دیں اولادیں دیں، روزیاں دیں شفائیں دیں وغیرہ لیکن شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ كُلَّهَا بِيَدِ اللّٰهِ يُصَرِّفُهَا فِيْ طُرُقِ اٰنِفِهَا وَيُمْضِيْهَا فِيْ حَقَائِقِهَا لَا مُقَدِّمَ لِمَا اَخَّرَ وَلَا مُؤَخِّرَ لِمَا قَدَّمَ وَلَا يَجْتَمِعُ اِثْنَانِ اِلَّا بِقَضَائِهٖ وَقَدَرِهٖ (غنیہ ص ۱۳۱) یعنی تمام امور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جس طرح چاہے انھیں

ان کے طریقوں میں پھیرتا رہتا ہے اور ان کے حقائق میں گذارتا رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جسے پیچھے کرے اسے کوئی آگے نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ آگے کر دے اسے کوئی پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ دو شخص آپس میں مل بھی نہیں سکتے جب تک اس کی قضاء و قدر نہ چاہے ۔

(۱۴) تم آج ایک مذہب کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ یہاں تک کہ اس کے نہ ماننے والوں کو گمراہ بے دین لا مذہب غیر مقلد اور نہ جانیں کیا کیا کہنے لگ گئے ہو حالانکہ پیر صاحبؒ اس کے بالکل مخالف ہیں اس کی تردید کرتے ہیں جیسے کہ میں پیر صاحبؒ کے بہت سے اقوال اسی بابت اپنی کتاب ذمۂ محمدی میں نقل کر چکا ہوں اور سنئے غنیہ ص۱۲۵ میں ہے "لَا يَنْبَغِي لِلْفَقِيهِ اَنْ يَّحْمِلَ النَّاسَ عَلٰى مَذْهَبِهٖ وَلَا يُشَدِّدَ عَلَيْهِمْ" یعنی کسی عالم کو لائق نہیں کہ لوگوں کو اپنے مذہب کے ماننے کی رغبت دلائے۔ اور ان پر اس بارے میں سختی کرے۔ یہ جائز نہیں ۔

(۱۵) آپ حضرات ان لوگوں کو جو صرف حدیث و قرآن پر عمل و عقیدہ رکھیں غیر مقلد کہتے ہیں اور ان سے دشمنی رکھتے ہیں حالانکہ پیر صاحبؒ اپنے مریدوں کو آداب شرع سکھاتے ہوئے لکھتے ہیں يَكُوْنُ تَابِعًا لِلسُّنَّةِ وَمُقْتَفِيًا لِلْاَثَرِ یعنی پیر سے مریدوں کو چاہیئے کہ حدیثوں کی تابعداری کریں اور سنتوں کی پیروی میں لگے رہیں (ص۱۴۳ غنیہ)

(۱۶) آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ مرتے ہی نہیں۔ اور اس قسم کی روایتیں گھڑ رکھی ہیں اور شاہ صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قَضٰى بِالْفَنَاءِ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنَامِ یعنی تمام مخلوق کے فنا ہونے کا فیصلہ اللہ رب العزت نے کر دیا ہے (غنیہ ص۱۴۵)

(۱۷) آپ لوگ اعمال کو ایمان میں داخل نہیں سمجھتے حالانکہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نَعْتَقِدُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَمَعْرِفَۃٌ بِالْجِنَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ۔ یعنی ہمارا عقیدہ ہے کہ ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنے دل سے ماننے اور جسم سے بجا لانے کا۔ ملاحظہ ہو غنیہ ص ۱۴۷

(۱۸) آپ حضرات فرماتے ہیں کہ ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا۔ اور شاہ صاحبؒ کی تحقیق اس کے بالکل برخلاف ہے آپ غنیہ کے ص ۱۴۷ پر لکھتے ہیں یَزِیْدُ بِالطَّاعَۃِ وَیَنْقُصُ بِالْعِصْیَانِ یعنے اطاعت سے ایمان بڑھتا ہے اور نافرمانی سے گھٹتا ہے۔

(۱۹) آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب مانتے ہیں اور آپ کے پیر صاحب اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے ص ۱۰۵ پر لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ قیامت کب ہے؟ تو آپ نے فرمایا مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ یعنی مجھے بھی اس کا علم اسی طرح نہیں جس طرح پوچھنے والے کو نہیں۔

(۲۰) تم جسے چاہتے ہو ولی اللہ سمجھ بیٹھتے ہو اور پھر آپ سے اللہ کا درجہ دیدیتے ہو اور شاہ صاحب اپنی کتاب غنیہ کے ص ۱۵۲ پر لکھتے ہیں لَا یَعْلَمُ اَحَدٌ بِمَا یُخْتَمُ لَهٗ کسی کو اپنے خاتمے کا علم نہیں۔

(۲۱) لوگو! کیا مصیبت ہے کہ پیر صاحب اور راہ چلیں اور مرید صاحب اور راستہ نا ہیں؟ سنو! آج آپ ماننے لگے کہ روزی میں برکت سختی سے نرمی تکلیف سے نجات فلاں پیر صاحب دیتے ہیں فلاں ولی صاحب کرتے ہیں۔

حالانکہ پیران پیر غنیہ صلاا میں تحریر فرماتے ہیں اَنَّہٗ قَسَمَ الْاَرْزَاقَ وَقَدَّرَھَا فَلَا یَصُدُّ ھَا صَادٌّ وَلَا یَمْنَعُھَا مَانِعٌ لَا زَائِدُ ھَا یَنْقُصُ وَلَا نَاقِصُھَا یَزِیْدُ وَلَا نَاعِمُھَا یَخْشُنُ وَلَا خَشِنُھَا یَنْعُمُ ۔ یعنی روزیاں اللہ تعالیٰ ہی بانٹتا ہے اور مقدر کرتا ہے وہ کسی کے روکے سے نہیں رکتیں نہ کسی کے منع کرنے سے باز رہتی ہیں۔ ان کی زیادتی کو کوئی کم نہیں کر سکتا اور کمی کو کوئی بڑھا نہیں سکتا۔ نہ ان کا نرم سخت ہو نہ ان کا سخت نرم پڑے ۔

(۲۲) مسلمانو! اس شرکیہ عقیدے سے بچو کہ خدا کے ملک میں کوئی شریک ہے توبہ توبہ ہرگز نہیں۔ وہ تمہارے زمین و آسمان کا بھلائی برائی کا کمی زیادتی کا رزق و اجل کا مالک ہے۔ سنو شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِیْ مُلْکِہٖ اس کے ملک و ملک میں کوئی اس کا شریک نہیں صلاا ۔

(۲۳) دیکھو مسلمانو! میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں کبھی بھی مذہب کی ترجیح میں آکر حدیث و قرآن کو رد نہ کرنا سنو۔ پیر صاحب فرماتے ہیں جہمیہ گمراہ فرقہ یہ کرتا ہے کہ کتاب و سنت کو اپنے خلاف پا کر رد کر دیتا ہے اَلرَّادُّوْنَ لِلْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ صلاا

(۲۴) آہ! مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا جو تم کہنے لگے سہ

اولیا را ہست قدرت از الٰہ ۔ تیر رفتہ را باز گردانند ز راہ

یعنی اولیاء اللہ کو ایسی قدرت ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو بھی واپس کر دیں۔ تمہارے یہ عقیدے ہو گئے کہ پیر صاحبؒ سے ایک بڑھیا نے لڑکا مانگا آپ نے اللہ سے کہا' جواب ملا اس کی قسمت میں نہیں لوح محفوظ دیکھ لو دیکھ کر بڑھیا سے کہا کہ لوح محفوظ میں تیری قسمت میں کوئی لڑکا لکھا ہوا نہیں اس نے

کہا اگر وہاں ہوتا تو پھر آپ سے کہتی ہی کیوں؟ اس وقت آپ نے اللہ تعالیٰ سے پھر کہا اور آخر جذبے میں آکر کہدیا کہ بڑھیا جا میں نے تجھے سات بیٹے دیئے۔ چنانچہ اس کے ہاں سات لڑکے ہوئے۔ آہ! تم نے خدا کو کیا سمجھ لیا۔ افسوس تم نے پیروں کو خدا سے بڑھا دیا اور وہ شرک وکفر کیا جو کسی نے نہ کیا ہو سنو! یہی پیر صاحب جن کی نسبت تم نے یہ کہانی گھڑلی ہے اپنی اسی کتاب غنیۃ الطالبین کے ص۱۵۶ میں لکھتے ہیں لَا مَحِیْصَ لِمَخْلُوْقٍ مِنَ الْقَدَرِ الْمَقْدُوْرِ الَّذِیْ خَطَّ فِی اللَّوْحِ الْمَسْطُوْرِ۔ وَاِنَّ الْخَلَائِقَ لَوْ جَهَدُوْا اَنْ یَّنْفَعُوا الْمَرْءَ بِمَا لَمْ یَقْضِہِ اللّٰہُ تَعَالٰی لَمْ یَقْدِرُوْا عَلَیْہِ۔ وَلَوْ جَهَدُوْا اَنْ یَّضُرُّوْہُ بِمَا لَمْ یَقْضِہِ لَمْ یَسْتَطِیْعُوْا یعنی جو کچھ جس کسی کی تقدیر میں اللہ عزوجل نے لکھ دیا ہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ سنو! تمام مخلوق مل کر اگر کسی کو کوئی نفع پہنچانا چاہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر نہیں کیا تو یہ ان کے بس کی بات نہیں نہ کسی کو یہ قدرت ہے کہ وہ ایسا کر سکے۔ اسی طرح اگر تمام مخلوق مل کر کسی کو ضرر یہ نقصان پہنچانا چاہیں جو خدائے تعالیٰ نے اس کی قسمت میں نہیں لکھا تو یہ بھی ان کے بس کی بات نہیں نہ انہیں یہ طاقت ہے۔ حدیث میں بھی یہ ہے۔ اور خود قرآن میں ہے وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ یعنی اے نبی اگر تجھے کسی ضرر ونقصان کے پہنچانے کا ارادہ اللہ تبارک وتعالیٰ کرلے تو بجز اس کے کوئی نہیں جو اسے ہٹا سکے۔ اسی طرح اگر تیرے ساتھ کسی سلوک وبھلائی کا وہ ارادہ کرلے تو کوئی نہیں جو اس کے فضل کو لوٹا سکے۔" پس جبکہ سید المرسلین حبیب رب العالمین کو

حق تبارک وتعالیٰ یہ فرمائے پھر تم عقیدہ رکھو کہ اولیاء اللہ میں یہ قدرتیں ہیں یہ کس قدر اسلام کشی اور قرآن دشمنی ہے؟ ع باز آ ہر آں چہ ہستی باز آ ۔

(۲۵) آج تمہیں یہ سبق دیا جا رہا ہے۔ اور تم بھی اسے خوب رٹ رہے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مَا کَانَ مَا یَکُوْنُ کا علم تھا ہو چکی ہوئی اور ہونے والی تمام باتوں کو آپ جانتے تھے اور شاہ صاحب غنیہ کے صفحہ ۱۷۳ پر لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن جبکہ آپ کی امت کے کچھ لوگ حوض کوثر پر سے ہٹا دیئے جائیں گے تو آپ سے فرشتے کہیں گے اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ آپ کو اس کا علم نہیں جو انھوں نے آپ کے بعد ایجاد کر لیا تھا۔ آپ پوچھیں گے مَا اَحْدَثُوْا ؟ انھوں نے کیا بدعتیں کی تھیں؟ وہ کہیں گے اِنَّھُمْ غَیَّرُوْا وَبَدَّلُوْا انھوں نے تو دین کے بہت سے مسائل میں تغیر و تبدل کر ڈالا تھا۔ الغرض فرشتوں کا یہ کہنا کہ آپ کو ان کے کرتوت معلوم نہیں۔ پھر آپ کا ان سے ان کی بدعتوں کی بابت سوال کرنا اور اس واقعہ کو شاہ صاحب کا بیان کرنا کیا یہ نہیں بتلاتا کہ سردار رسول سرور اولادِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں نہ تھے؟ لیکن آپ ہیں کہ ایک طرف پیری مریدی کا فخر بھی حاصل ہے دوسری طرف پیر کی تعلیم کو پیروں تلے مل رہے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو لیا تمام اولیاء پر چودہ طبق روشن ہوتے ہیں۔ وغیرہ توبہ کرو اللہ سے ڈرو بلے ہیرے نہ بنو ۔

(۲۶) آج تم ہو کہ جماعت اہلحدیث کو جہنمی کہتے ہو۔ اور قبروں کی دھوون پینے والوں اور اس کی جھاڑ دینے والوں اور رنگے ہوئے جبے پہننے والوں

کو ولی اللہ مانتے ہو اور ان کے مرنے کے بعد اونچے اونچے خوبصورت ڈھیر ان پر بنا کر ان کے جنتی بلکہ اولیائی کا بیقین ڈھول پیٹتے ہو لیکن پیر صاحب کے نزدیک یہ سارے سانگ خلافِ شرع ہیں وہ صفحہ ۱۹۴ میں لکھتے ہیں لَا یَقْطَعُوْا لِاَحَدٍ مِّنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ بِجَنَّۃٍ وَّلَا نَارٍ مُّطِیْعًا کَانَ اَوْ عَاصِیًا رَشِیْدًا کَانَ اَوْ غَاوِیًا (غنیہ صفحہ ۱۹۴) یعنی مسلمانوں کو چاہیئے کہ کسی شخص کی نسبت قطعی طور پر یہ فیصلہ نہ کریں کہ فلاں جنتی ہی ہے یا فلاں جہنمی ہی ہے گو وہ کتنا ہی نیک یا بد ہدایت والا یا گمراہی والا کیوں نہ ہو؟

(۲۷) دوستو! تم تو اولاد و رزق شفا و قضا قدر کا پھیر دینا اولیاء اللہ کے ہاتھوں میں ماننے لگے۔ حالانکہ پیر صاحبؒ غنیہ صفحہ ۱۹۵ میں لکھتے ہیں۔ اِنَّ الْغَلَاءَ وَالرُّخْصَ مِنْ قِبَلِ اللّٰہِ لَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ یعنی چیزوں کے بھاؤ کی کمی بیاوتی بھی خدا کی طرف سے ہے اسے بھی مخلوق میں سے کسی کی طرف سے نہ سمجھنی چاہیئے۔

(۲۸) اسی صفحہ میں آپ اپنے مریدوں کو ہدایت فرماتے ہیں اَنْ یَّتَّبِعَ وَلَا یَبْتَدِعَ وَلَا یُغَالِیَ وَیُعَمِّقَ وَیَتَکَلَّفَ لِئَلَّا یَضِلَّ وَیَزِلَّ فَیَھْلِکَ یعنی سنتِ رسولؐ کی تابعداری میں لگے رہنا بدعت کا کوئی کام نہ کرنا۔ دینی امور میں غلو نہ کرنا نہ گہرے اترنا نہ تکلفات میں پڑنا ورنہ گمراہی کا اور پھسل جانے کا اور ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے (صفحہ ۱۹۵) آہ جو پیر یہ ارشاد فرما جائیں ان کے مرید آج سرتاپا بدعتوں کی پوٹھ بن جائیں حدیث کے عمل سے چڑنے لگیں۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ۔

(۲۹) مسلمانو آؤ ہم تم مل کر پیر صاحبؒ کو مانیں ان کی تعلیم کو لے لیں اور

ان کے ارشادات کی قدر کریں۔ سنو ہمارا یعنی اہلحدیث کا تو ایمان ہے کہ دنیا جہاں کے قول چھوٹ جائیں کوئی غم نہیں، فرمانِ رسولؐ نہ چھوٹے۔ ہم نے تقلید کو قولِ فقہا کو فرمودۂ امام کو سب کو حدیث سے نیچے ہی رکھا ہے اسی کی آپ سے طلب کرتے رہے لیکن ماننا تو ایک طرف آپ ہم سے دشمنیاں کرنے لگے۔ ہم پر طعن طروز کرنے لگے اب ہم آپ کو پیرانِ پیر کا فیصلہ سنائیں پھر دیکھیں کہ آپ ان پر بھی گالیوں کی بوچھاڑ برساتے ہیں؟ یا ان کی مان لیتے ہیں؟ آپ لکھتے ہیں اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالسُّنَّةِ فَقَالَ دَعْنَا مِنْ هٰذَا وَ حَدِّثْنَا بِمَا فِي الْقُرْاٰنِ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ (غنیہ ص۱۹۷) یعنی جب تم کسی سے حدیث بیان کرو اور وہ کہے کہ ہمیں اس سے تو چھوڑ دو ہمارے سامنے قرآن پیش کرو۔ تو سمجھ لو کہ یہ گمراہ شخص ہے۔ پس حدیث کے مقابلہ میں قرآن طلب کرنے والا جب کہ بقول شاہ صاحب گمراہ ٹھہرا تو جو حدیث کے مقابلہ میں قولِ امام قولِ فقیہ قولِ پیر قولِ برادری قولِ مولوی قولِ استاد طلب کرے بتلاؤ اس کے گمراہ ہونے میں کیا شک رہا۔ پس اس سے بچو کہ ہاں صاحب حدیث ہیں تو یہ ہے لیکن حنفی مذہب میں نہیں۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے بدعتیوں کی بہت مذمت کی ہے اور اہلحدیث کی بہت کچھ تعریف کی ہے یہ سب بیان مع شاہ صاحبؒ کی عبارت و ترجمہ کے اس کتاب کے حصہ اول ذمۂ محمدی میں گذر چکا ہے فالحمد للہ۔

(۳۰) حنفیو! تم نے قیاس کو مدارِ دین بنالیا ہے۔ ایک ہی امام کے قیاسات کے ماننے کو تم نے اسلام سمجھ لیا ہے لیکن شاہ صاحب غنیہ کے ص۲۰۷ پر

حدیث لائے ہیں کہ اَعْظَمُھَا فِتْنَۃً عَلٰی اُمَّتِیْ اَلَّذِیْنَ یَقِیْسُوْنَ الْاُمُوْرَ بِرَاْیِھِمْ یعنی گمراہ فرقوں میں سب سے بدترین فرقہ وہ ہے جو دینِ خدا میں رائے قیاس کرنے اور اُس پر عمل کرنے لگیں گے۔

(۳۱) آپ آج چار جماعتوں کو یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی کو حق پر مانتے ہیں اور ناجی گروہ کہتے ہیں۔ لیکن پیر صاحب غنیہ کے صفحہ ۲۰ پر روایت لائے ہیں لکھتے ہیں کُلُّھَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃٌ۔ سب گمراہ جہنمی ہیں سوائے ایک جماعت کے۔

(۳۲) صفحہ ۲۰ پر ہے جب حضورؐ سے پوچھا گیا کہ یہ ایک جماعت کونسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وہ جو اس پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔

(۳۳) آج سنتوں پر عمل مشکل ہو گیا ہے اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲ پر حدیث لائے ہیں فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ ..... اَلَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَآ اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ سُنَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ یعنی اُن انجان لوگوں کو خوشی ہو جو اُن سنتوں کی اصلاح کریں گے جنھیں لوگ بگاڑ دیں۔

(۳۴) آج شاہ صاحب کے مرید کہلوانے والے بدعتوں کی دُمیں تھامے ہوئے ہیں اور شاہ صاحبؒ اپنی اس کتاب کے صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں حدیث لائے ہیں کَانَ کُلُّ مُحْدَثٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ یعنی دینِ خدا میں جو نئی چیز نکلے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(۳۵) آج تم علی الاعلان کہنے لگے کہ مُردوں کی روحیں دنیا میں آتی ہیں اور

شاہ صاحبؒ ص۲۱۸ میں لکھتے ہیں کہ رافضیوں کا عقیدہ یہ ہے اِنَّ الْاَمْوَاتَ یُرْجِعُوْنَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ مُردوں کی روحیں قیامت سے پہلے بھی دنیا میں آتی ہیں۔ پس اس عقیدے سے توبہ کرو ورنہ خدا کے ہاں رافضیوں کے ساتھ حشر ہوگا۔

(۳۶) تم آج پیروں پیغمبروں کو عالم الغیب کہنے لگ گئے حالانکہ شاہ صاحبؒ کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا رافضی بے دین جہنمی ہے ص۲۱۸ میں لکھتے ہیں وَمِنْ ذَالِکَ اَنَّ الْاِمَامَ یَعْلَمُ کُلَّ شَیْءٍ مَّا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ یعنی ان بے دین رافضیوں گمراہ جہنمیوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ امام ہر چیز جانتے ہیں جو ہوئی اور ہوگی۔ مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا ہے تم اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے اولو العزم نبی کو ایک چیز کا علم نہیں اور ایک ادنیٰ پرند کو ہے اور وہ بڑی دلیری سے نبیؑ خدا کے سامنے آنکر کہتا ہے اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ میں نے اس کا احاطہ کیا جس پر تو نے احاطہ نہیں کیا ہے اس کی تفسیر غنیہ ص۲۶۶ میں ہے عَلِمْتُ وَلَا تَعْلَمُ مجھے علم ہے اور تجھے نہیں۔ لیکن آج جہاں کسی نے کمبل کندھے پر رکھا اور تم نے کہا کہ اس پر چودہ طبق روشن ہیں۔ روشن ضمیر ہے عالم الغیب ہے وغیرہ۔

(۳۷) آج گروہ حنفیہ مانتا ہے کہ ایمان میں اعمال داخل نہیں حالانکہ شاہ صاحبؒ ایسے عقیدے والے کو مرجیہ کہتے ہیں ملاحظہ ہو ص۲۲۷ وَاِنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ بِلَا عَمَلٍ

(۳۸) آج کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی نہیں ہر جگہ اپنی ذات سے ہے اور شاہ صاحبؒ ص۲۲۷ میں ایسے عقیدے والے کو جہمیہ لکھتے ہیں وَلَا ھُوَ عَلَی الْعَرْشِ۔

(۳۹) آج تم محمدی کہلوانے سے چڑتے ہو اور شاہ صاحب ص۲۳۸ میں مسلمانوں کے لئے بھی لفظ محمدی لائے ہیں * مزید حوالے اس کے ذمّہِ محمدی میں ملاحظہ ہوں *

(۴۰) اہل حدیث کو تم نیا اور ابھی کا نکلا ہوا فرقہ بتلاتے ہو اور شاہ صاحبؒ اپنے زمانے سے پہلے انھیں مانتے ہیں اور انکی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں ملاحظہ ہو ص۲۳۹ *

(۴۱) تم صاف کہتے ہو اللہ ہر جگہ ہے اور تمہارے پیر صاحبؒ اپنی اس مشہور معروف کتاب غنیۃ الطالبین کے ص۲۲۴ میں لکھتے ہیں کہ جہمیہ کا قول ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْ کُلِّ مَکَانٍ وَّلَا فَرْقَ بَیْنَ الْعَرْشِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْاَمْکِنَۃِ وَفِی الْقُرْاٰنِ تَکْذِیْبُھُمْ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی یعنی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے عرش غیر عرش میں کوئی فرق نہیں حالانکہ قرآن انھیں جھٹلاتا ہے اور صاف فرماتا ہے کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہے *

(۴۲) قبر پرستی اور اولیاء انبیاء پرستی کے نشے میں مدہوش رہنے والے شاہ صاحبؒ کی اس پاکیزہ تعلیم کو ص۲۵ میں پڑھیں وَالْاِسْتِغْنَاءُ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَالثِّقَۃُ بِہٖ وَالتَّوَکُّلُ عَلَیْہِ وَالرُّجُوْعُ اِلَیْہِ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِہٖ وَاَحْوَالِہٖ یعنی مسلمانوں کو خدا کی طرف جھک کر سب سے بے پرواہ ہو جانا چاہیئے۔ اسی پر توکل اور بھروسہ کر لینا چاہیئے۔ اور اپنے تمام کاموں میں اور ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے *

(۴۳) لوگو! فرض نماز میں صف بندی کی بہت تاکید آئی ہے یہاں تک کہ دو شخصوں کے درمیان ذرا سا بھی فاصلہ نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن آج ہر ایک دوسرے سے الگ ہو کر درمیان میں جگہ چھوڑ کر کھڑا ہوتا ہے حالانکہ شاہ صاحب بھی ص۲۵

میں لکھتے ہیں حدیث لائے ہیں تَرَآصُّوْا فِی الصُّفُوْفِ آپس میں ایک سے ایک خوب مل مل کر صف کر کے کھڑے ہوا کرو ×

(۴۴) جن کے نام کے وظیفے آج بریلوی حضرات پڑھتے ہیں وہ انھیں اپنی کتاب ص۵۵ میں تلقین کرتے ہیں یہ یَنْکَشِفُ الْکُرُوْبُ یعنی صرف ذکر اللہ سے ہی تکلیفیں دفع ہوتی ہیں ×یعنی وظیفہ صرف اسی کے نام کا پڑھنا چاہیئے۔ ذکر اُسی کے نام کا کرنا چاہیئے ×

(۴۵) آپ حضرات ایک ایک پیر فقیر کو دنیا کا مالک سمجھے بیٹھے ہیں اور آپ کے پیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یَسْتَغْنِیْ مِنَ النَّبِیِّ وَیَتَرَدَّ اِلَّا سْتِکْبَارِ وَالِافْتِقَارِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یعنی حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ آنحضرت محمد مصطفےٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہ سب کے سب خدا کے سامنے توبہ کرنے اس کے سامنے عاجزی کرنے اور اس کے محتاج ہونے سے مستغنی نہیں×

(۴۶) پھر انبیاء کرامؑ کی عاجزی بیان کرتے ہوئے ص۲۲ پر لکھتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن تک سجدے میں پڑے ہوئے خدا کے سامنے گریہ وزاری کرتے رہے ×

(۴۷) ص۲۲ میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام چالیس دن تک بلا میں مبتلا رہے تخت چھوٹ گیا اور فاقے کرتے رہے صرف ایک گناہ کی پاداش میں پس سب محتاج ہیں اور خدا بے نیاز ہے ×

(۴۸) ص۲۲ پھر ان تمام واقعات کے نتیجے کے طور پر لکھتے ہیں فَاِذَا کَانَ هٰؤُلَآءِ السَّادَاتُ الْکُبَرَاءُ الْقَادَةُ وُلَاةُ الْخَلْقِ وَالشَّرْعِ وَخُلَفَاءُ اللّٰهِ

فِیْ خَلْقِہٖ کَانَ حَالُہُمْ کَذَالِکَ فَمَا حَالُکَ وَاغْتِرَارُکَ یَا مِسْکِیْنُ
یعنی جب ان بڑے بڑے نبیوں کا یہ حال ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے کسی کا کچھ بس نہیں سب لاچار اور مجبور ہیں تو اوروں کا حال اسی پر قیاس کرلے۔

(۴۹) اے مریدان پیر صاحب توحید پیر صاحب سے سیکھو وہ ص۲۴۹ پر لکھتے ہیں لَا تُشْرِکْ اِلَّا بِاللّٰہِ... وَلَا یَدْخُلُ فِیْ قَلْبِکَ سِوَاہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کے لئے دل بھی نہیں۔ اور تیرے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی نہ ہو۔

(۵۰) دوستو! تمہارے ہاں جٹیں بڑھا کر گیروے کپڑے پہن کر فقیرانہ صورت میں تمہارے پیر صاحب آتے ہیں اور خوب گلچھرے اڑاتے ہیں حالانکہ پیر صاحب ص۳۵۵ میں فرماتے ہیں طَعَامُ الشَّیْخِ مُبَاحٌ لِلْمُرِیْدِ - طَعَامُ الْمُرِیْدِ حَرَامٌ فِیْ حَقِّ الشَّیْخِ یعنی پیر و مرشد کے ہاں کا کھانا تو مرید کے لئے مباح ہے اور حلال ہے لیکن مرید کے ہاں کا کھانا پیر مرشد کے لئے ناجائز ہے اور حرام ہے۔

(۵۱) تم قوالیوں پر مٹے ہوئے ہو اور اسے عبادت سمجھ رہے ہو اور شاہ صاحبؒ قوالیوں سے توبہ کرانے پر تلے ہوئے ہیں ملاحظہ ہو ص۳۰

(۵۲) آج مریدی پیر صاحبؒ کا دعویٰ کرکے ایک ایک پیر شہید سے استعانت اور استمداد کی جاتی ہے ایک ایک امام و فقیہ کی بات دلیل سمجھی جاتی ہے حالانکہ پیران پیرؒ ص۳۸۸ میں لکھتے ہیں لَا مُعِیْنَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا دَلِیْلَ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی مددگار مشکل کشا بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں اور دلیل کسی کا قول بجز قول مصطفیٰ نہیں۔

(۵۳) سنو! شاہ صاحبؒ کی سکھائی ہوئی توحید سیکھو۔ لَا یُحْتَارُ مَعَ اللّٰہِ شَیْئًا وَلَا یُدَبِّرُ مَعَ اللّٰہِ وَلَا یَحْتَجُّ عَلَیْہِ وَلَا یَتَحَیَّرُ عَلَیْہِ وَلَا یَتَّھِمُ عَلٰی جَعْفِرٍ وَ سَبَبٍ فِیْ رِزْقِہٖ۔ وَلَا یَعْتَرِضُ عَلَیْہِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ خَلْقِہٖ۔ بَلْ یُسْلِمُ الْکُلَّ اِلَیْہِ۔ وَیَسْتَسْلِمُ بَیْنَ یَدَیْہِ۔ وَیَطْرَحُ نَفْسَہٗ لَدَیْہِ فَیَصِیْرُ فِیْ یَدِ قُدْرَتِہٖ کَالطِّفْلِ الرَّضِیْعِ فِیْ یَدِ ظِئْرِہٖ وَدَایَتِہٖ وَکَالْمَیِّتِ فِیْ یَدِ غَاسِلِہٖ مَسْلُوْبُ الْاِخْتِیَارِ مَنْزُوْعُ الْاِرَادَۃِ۔ فَالنَّجَاۃُ کُلُّ النَّجَاۃِ فِیْ ذٰلِکَ۔ یعنی خدا کے سوا کسی کی چاہت نہ رکھے۔ بلکہ اپنی تدبیروں کو خدا کی تدبیروں کے ساتھ بھی نہ سمجھے۔ رب کے سوا کسی اور کو اختیار نہ کرے۔ اپنا رزاق براہِ راست خدا تعالیٰ کو سمجھے اپنی کمائی اور اپنی عقل کے دخل بغیر۔ اور رب العالمین پر کوئی اعتراض نہ کرے اس کے ہر قول و فعل و قضا کو حق بجانب سمجھے۔ سب کچھ اسی کے سپرد کر دے اپنے تئیں بھی اسے سونپ دے۔ اس کا مطیع ماتحت اور فرماں بردار غلام بن جائے۔ اپنے تئیں رب العزت کے سامنے ڈال دے۔ اور اس کے ہاتھوں میں ایسا ہو جائے جیسے شیر خوار بچہ اپنی ماں یا دایہ کی گود میں ہوتا ہے اور جیسے مردہ اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو اسے نہلاتا ہے۔ یعنی محض بے اختیار بلکہ بے ارادہ اور بے حس و حرکت۔ سن اے مرید نجات اور کامیابی اسی توحید میں ہے ﴿

(۵۴) صفحہ ۵ میں صفاتِ باری تعالیٰ بتلاتے ہیں تاکہ لوگ توحیدِ خدا سیکھیں اوصافِ خداوندی یہ فرماتے ہیں وہی پوشیدگیوں کا عالم ہے اسی کی قدرت سے آسمان قائم ہے زمین اسی نے بچھا رکھی ہے سورج چاند میں اسی کی عطا فرما

ہوئی روشنی ہے وہی اپنے بندوں کی طرف توجہ فرمانے والا ہے۔ خوفزدوں کی تسکین کرنیوالا وہی ہے۔ بندوں کی حاجتیں پوری کرنیوالا وہی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے نجات اسی نے دی ہے۔ اس کے دروازے پر کوئی چوکیدار نہیں۔ اس کا کوئی مصاحب نہیں کہ اس کے سامنے۔ اس کا کوئی وزیر نہیں کہ اس کا واسطہ دیا جائے۔ نہ اس کے سوا کوئی کسی کا روزی رساں اور پالنہار ہے اس سے جس قدر زیادہ مانگا جائے وہ اُن سب کو اور اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے +

1588

(۵۵) شاہ صاحبؒ کے مریدو سنتے ہو! جو ہم کہتے ہیں وہی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ص۶۱۳ پر لکھتے ہیں اِنَّ کَمَالَ الدِّیْنِ فِیْ شَیْئَیْنِ فِیْ مَعْرِفَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاتِّبَاعِ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی پورا دین ان دو چیزوں میں ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحدیث کی تابعداری +

(۵۶) کیا یہ حقیقت نہیں؟ کہ آپ حضرات تقلیدِ امام کو قیاساتِ فقہا کو دین میں داخل سمجھتے ہیں اور شاہ صاحب دین کو ان کے بغیر پورا مانتے ہیں ص۶۱۵ میں لکھتے ہیں اِذَا تَمَّتِ الْاَوَامِرُ وَالنَّوَاهِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ یعنی جبکہ شریعت کے تمام حکم احکام اور روک ٹوک پورے ہو گئے تو حجۃ الوداع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر آیت الیوم الخ نازل فرمائی یعنی آج میں نے اپنا دین کامل کر دیا + مسلمانو سوچو! اگر کسی امام کی تقلید اور اس کے رلئے قیاس دین میں داخل ہیں تو اُس وقت تک نہ امام

تھے نہ ان کے رائے قیاس پھر دین اس وقت پورا کیسے ہوگیا؟ اور جب اس وقت پورا مانتے ہو تو پھر اس تقلید اور رائے قیاس کی اسمیں گنجائش کہاں؟

(۵۷) صلا ۶۳ پر لکھتے ہیں لا یَأْتِیْ بِالْخَیْرِ اِلَّا اللّٰہُ ... لَا یَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے سوائے خدائے تعالے کے نہ کوئی بھلائی کو لا سکتا ہے۔ نہ بجز اس کے کوئی برائی کو دور کر سکتا ہے" پس ہمیں کہنے دیجئے کہ جو لوگ شاہ صاحب کو مشکل کشا یعنی برائی کا دور کرنیوالا مانتے ہیں وہ بقول شاہ صاحب کے مشرک ہیں +

(۵۸) بقرہ عید کی قربانی کو آپ حنفی حضرات واجب کہتے ہیں اور شاہ صاحبؒ صلا ۶۶ میں لکھتے ہیں : اَلْاُضْحِیَّۃُ سُنَّۃٌ یعنی واجب نہیں مسنون ہے +

(۵۹) تم کہتے ہو کہ امام ابو حنیفہؒ کے ایک قول کو بھی جو رد کرے اس پر ریت کے ذرّوں کے برابر لعنتیں ہوتی ہیں اور شاہ صاحبؒ صلا ۶۷ میں امام صاحب کا نام لیکر ان کا مذہب بیان کرتے ہیں اور اُسے رد کرتے ہیں بتلاؤ اب کیا کہو گے؟ +

(۶۰) تم محرم کی دسویں کو مصیبت کا دن بتاتے ہو اور شاہ صاحب صلا ۶۸ میں تمہارے اس قول کی تردید کرتے ہیں۔ اور صلا ۶۸ میں اس قول کو غلط اور اس مذہب کو قبیح اور بد بتلاتے ہیں +

(۶۱) صلا ۶۸ پر لکھتے ہیں اَنْ یَتَّخِذَ یَوْمُ مَوْتِہٖ یَوْمَ مُصِیْبَۃٍ لَکَانَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ اَوْلٰی بِذٰلِکَ اِذْ قَبَضَ اللّٰہُ تَعَالٰی نَبِیَّہٗ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی محرم کی دسویں تاریخ کو اگر تعزیہ داری اور مصیبت و نوحہ کا دن بنانا جائز ہو تو اس سے بہت زیادہ حقدار اس مصیبت و نوحہ اور عزاداری کا پیر کا دن ہے کیونکہ اسی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قبض کیا ہے (یعنی

محرم کی دسویں کو ماتم و مرثیہ کا مصیبت و عزاداری کا دن مقرر کرنا اور سمجھنا اور کہنا حرام محض ہے پس اس دن ماتم و مرثیہ کی مجلسیں نوحہ بید کرنے والے پیر صاحب کے مخالف ہیں آپ نے تو اس عبارت کے بعد بھی صاف لکھا ہے یَوْمُ عَاشُوْرَاءَ لَا یُتَّخَذُ یَوْمُ مُصِیْبَۃٍ یعنی عاشورہ کے دن کو مصیبت کا دن نہ بنالیا جائے +

(۶۲) پھر صفحہ ۶۸۵ میں لکھتے ہیں ثُمَّ لَوْ جَازَ اَنْ یُتَّخَذَ ھٰذَا الْیَوْمُ مُصِیْبَۃً لَا تَّخَذَہٗ الصَّحَابَۃُ وَالتَّابِعُوْنَ لِاَنَّھُمْ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنَّا وَاَخَصُّ بِہٖ یعنی اگر محرم کی دسویں کو شور و شیون کرنا کپڑے پھاڑنا فقیر بننا تعزیہ داری کرنا مرثیے پڑھنا نوحہ کرنا جائز ہوتا تو صحابہ اور تابعین ضرور ایسا کرتے کیونکہ ہمارے زمانے سے ان کا زمانہ حضرت حسین رضؓ سے بہت ہی قریب تھا اور انہیں امام صاحب سے تعلق بھی ہم سے بہت زیادہ تھا۔ (پس جبکہ اول بزرگوں نے یہ نہیں کیا تو اب یہ کرنا حرام محض ہے) +

(۶۳) تم نے خدا کے اور بندوں کے درمیان بہت سے واسطے قائم کر رکھے ہیں اور شاہ صاحبؒ صفحہ ۶۴۸ پر لکھتے ہیں رَفْعُ الْوَاسِطَۃِ اِظْھَارٌ لِلْقُدْرَۃِ۔ یعنی جناب باری نے براہ راست دعا کرنے کا اور بیچ میں واسطہ نہ ڈالنے نہ رکھنے کا حکم اس لئے دیا کہ اُس کی قدرت کا پورا اظہار ہو کہ وہ ساتوں آسمانوں کے اوپر عرشِ اعظم پر اپنے ضعیف اور دور افتادہ بندے کی ہر پکار اور دعا کو خود سنتا ہے اور خود ہی جواب دیتا ہے اور خود ہی قبول فرماتا ہے فرماتا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جو پکارنے والا جب مجھے پکارے میں اُسے قبول فرماتا ہوں +

(۶۴) تم کہتے ہو کہ دیہات میں جمعہ نہ پڑھو اور شاہ صاحبؒ صفحہ ۶۹۲ پر حدیث لائے ہیں کہ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَیْہِ الْجُمُعَۃُ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ۔

یعنی ہر اس شخص پر جمعہ کی نماز جمعہ کے دن فرض ہے جس کا اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو"

(۶۵) ص ۶۹۳ پر حدیث ہے کہ لوگو اللہ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے مَنْ وَّجَدَ اِلَیْھَا سَبِیْلًا ہر اس شخص پر جو اس کی طرف راستہ پاتا ہو لیکن افسوس تم نے خدا کے اس فریضے کو لاکھوں دیہاتیوں پر سے ساقط کر دیا بتلاؤ تم شاہ صاحبؒ کے مرید ہو یا ان کے دشمن؟"

(۶۶) خدا کی شان ہے خطبہ کا ترجمہ تو چھوڑ دیا اور خطبہ سے پہلے بعض جگہ کچھ بیان ہونے لگا اس کی نسبت شاہ صاحبؒ ص ۶۹۹ پر لکھتے ہیں اَمَّا قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلَا یُسْتَحَبُّ کہ حُضُوْرُ الْقَاصِّ لِاَنَّ یعنی نماز سے پہلے وعظ کی اس مجلس میں نہ جائے اس لئے کہ یہ بدعت ہے"

(۶۷) حنفی بھائیو! تمہارے فقہا نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن کی صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورۂ ہَلْ اَتٰی پڑھنا مکروہ ہے اور شاہ صاحبؒ اپنی اسی کتاب غنیہ کے ص ۷۰۹ میں لکھتے ہیں کہ جمعہ کی صبح کے فرضوں کی دونوں رکعتوں میں یہی دونوں سورتیں پڑھنی چاہئیں۔ اور الحمد للہ یہی اہلحدیث کا مذہب ہے پس اب کون ہے جو پیران پیرؒ کا منکر ہے اور کون ہے جو انہیں مانتا ہے؟"

(۶۸) آہ! کیا اندھیر ہے کہ آج فقہا اور ائمہ کو احکام دین کے بیان میں اور فقرا اور اولیا کو گناہوں کے بارے میں معصوم سمجھ لیا گیا ہے اور شاہ صاحبؒ ص ۷۱۹ پر لکھتے ہیں اِنَّمَا ذٰلِکَ مُخْتَصٌّ بِالْاَنْبِیَآءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ یعنی معصومیت مخصوص ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ"

(۶۹) اہلحدیث بارہ تراویح اور ایک وتر پڑھتے ہیں تو تم کڑھتے ہو حالانکہ پیر صاحبؒ صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بارہ رکعتیں پڑھتے پھر ایک وتر ادا کرتے صفحہ ۵۳ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً ثُمَّ یُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ

(۷۰) مغرب کے فرضوں سے پہلے اہلحدیث دو رکعت کا پڑھنا مستحب مانتے ہیں لیکن آپ لوگ اس سے چڑتے ہیں آپ غنیہ کے صفحہ ۵۹ کو ملاحظہ فرمائیے جہاں شاہ صاحبؒ نے ان کا پڑھنا ثابت کیا ہے۔

(۷۱) ایک وتر پڑھنا تمہیں انوکھا معلوم ہوتا ہے اور شاہ صاحبؒ صفحہ ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ میں ایک وتر کی حدیثیں لائے ہیں۔ اور صفحہ ۱۹۹ میں بھی ٭

(۷۲) وتر میں اہلحدیث ہاتھ اٹھا کر دعا قنوت پڑھکر ہاتھ منہ پر پھیر لیتے ہیں الحمد للہ شاہ جیلانیؒ بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو غنیہ صفحہ ۲۰۰ ثُمَّ یَمْسَحُ بِھِمَا عَلٰی وَجْھِہٖ یعنی وتر کی آخری رکعت میں بعد از رکوع ہاتھ اٹھا کر دعا قنوت پڑھے پھر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لے ٭

(۷۳) تم آج اولیا صلحا ائمہ کے پیچھے پڑ گئے اور حدیث و قرآن کو کافی نہ سمجھا اور پیر صاحبؒ صفحہ ۱۰۰ میں لکھتے ہیں وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَحْوَالِ الصَّالِحِیْنَ وَاَفْعَالِھِمْ بَلْ اِلٰی مَا رُوِیَ عَنِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاِعْتِمَادُ عَلَیْہِ یعنی ولیوں اور نیکوں کے احوال و افعال ہمارے لئے سند اور قابل اعتماد نہیں بلکہ اصلی سند اور قابل اعتماد چیز وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول اور مروی ہو ٭

(۷۴) نہ جانیں آج لوگ کیا کیا خیال کر بیٹھے ہیں؟ اور پیروں ولیوں کو کیا سے کیا سمجھ بیٹھے ہیں؟ خدائی کارخانوں کے مالک اور جو وہ کہیں وہی ہو وغیرہ لیکن

شاہ صاحبؒ صفحہ ۸۲ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ جناب باری میں عرض کیا کرتے تھے اَسْئَلُكَ مَسْأَلَةَ الْبَائِسِ الْمِسْكِيْنِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْمُفْتَقِرِ الذَّلِيْلِ یعنی میں ایک مسکین دردمند فقیر محتاج ذلیل ہوں جو اپنے مالک غنی کریم ذی عزت کے در پر سوالی بھکاری بن کر کھڑا ہوں۔

(۷۵) صبح کی سنتوں کے بعد اہلحدیث ذرا سی دیر داہنی کروٹ پر مطابق سنتِ رسولؐ لیٹ جاتے ہیں لیکن تمہیں اس سنت پر عمل نصیب نہیں ہوتا حالانکہ پیر صاحبؒ بھی اس کے مؤید ہیں۔ صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں قَبْلَ صَلٰوةِ التَّشَبُّهِ یعنی فرض نماز سے پہلے داہنی کروٹ پر لیٹنا مستحب ہے" اس کے بعد لکھا ہے کہ اس سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے وغیرہ۔

(۷۶) آپ حضرات عصر کے وقت کو ٹال کر دو گنا سایہ ہونے پر پڑھتے ہیں لیکن شاہ صاحبؒ صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں کہ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهٗ یعنی عصر کی نماز کا وقت ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جانے پر ہو جاتا ہے صفحہ

(۷۷) صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں کہ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ یعنی دو گنا سایہ ہونے پر عصر کا وقت آخر ہو گیا۔ لیکن آپ حضرات اچھے مرید ہیں کہ کہتے ہیں اب وقتِ عصر آیا۔

(۷۸) تم صبح کی نماز کا وقت گذار کر اسفار کر کے نماز پڑھتے ہو اور شاہ صاحبؒ صفحہ ۸۱ میں اس نماز کا وقت نقل کرتے ہیں حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ یعنی جس وقت روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے یعنی صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی۔

(۷۹) ص۸۱۱ پر صبح کی نماز کا آخر وقت اسفار لکھتے ہیں جو آپ کے نزدیک اول وقت ہے۔

(۸۰) مسلمانو! شاہ صاحبؒ کے مریدو! سنو! اور غور کرو! اور فیصلہ کرو کہ اہلحدیث شاہ صاحبؒ کے ماننے والے ہیں یا تم ہو؟ ص۸۱۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں وَاَدَاءٌ فَضْلٌ لِلتَّغْلِیْسِ بِھَا خِلَافَ مَا قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ مِنْ اَنَّ الْاِسْفَارَ بِھَا اَفْضَلُ یعنی صبح کی نماز غلس میں پڑھنا ہی افضل ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا یہ فرمان غلط ہے کہ اسے اسفار میں پڑھنا افضل ہے۔ پس اندھیرا باقی رہتے ہوئے صبح صادق ظاہر ہوتے ہی پڑھنی چاہیئے ۔ ہاں دوستو! فرماؤ کہ اب شاہ صاحبؒ کو بھی غیر مقلد کہو گے یا نہیں؟ وہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی نہیں مانتے ۔

(۸۱) تمہارے نزدیک ظہر کا وقت ہر چیز کا سایہ دگنا ہونے تک ہے اور شاہ صاحب ص۸۱۵ میں لکھتے ہیں اٰخِرُہٗ اِذَا صَارَ ظِلُّ کُلِّ شَیْءٍ مِثْلَہٗ یعنی ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت جاتا رہا ۔

(۸۲) ص۸۱۶ میں لکھتے ہیں فَاِذَا زَادَ شَیْئًا یَسِیْرًا فَقَدْ دَخَلَ وَقْتُ الْعَصْرِ یعنی سایہ جہاں ایک گنا ہو کر بڑھنا شروع ہوا کہ عصر کا وقت آگیا اور تمہارے نزدیک جب تک دگنا نہ ہو جائے وقتِ عصر آتا ہی نہیں بس اب بتلاؤ تم سچے یا تمہارے پیر صاحب؟ بتلاؤ تم پیر صاحب کے قائل ہو؟ یا منکر؟ ۔

(۸۳) اسی صفحہ میں لکھتے ہیں حَتّٰی یَزِیْدَ الظِّلُّ طُوْلَ ذٰلِکَ الشَّیْءِ مَرَّۃً اُخْرٰی فَذٰلِکَ اٰخِرُ وَقْتِ الْعَصْرِ یعنی جب یہ سایہ دگنا ہو جائے تو عصر کا وقت ختم ہو گیا ۔ یہی بات اول آخر وقتِ عصر کی نسبت شاہ صاحبؒ مرحوم نے ص۸۲۶ میں بھی لکھی ہے لیکن کیا مجال جو آپ مان کر دیں ۔

(۸۴) آپ حضرات اور آپ کے فقہا وتر کو واجب جانتے ہیں اور شاہ صاحب صـ۸۲ میں سُنَنِ رَاتِبَہ کے بیان میں وتر کو بھی لاتے ہیں اسے سنت بتلاتے ہیں نہ کہ واجب ۔

(۸۵) اب اسے بھی سن لیجئے کہ عصر اور صبح کی نماز کے وقتوں کو ٹال کر تم پڑھتے ہو ایسے نمازیوں کی بابت شاہ صاحب صـ۸۴ میں لکھتے ہیں اِذَا صَلَّی الْعَبْدُ فِي غَيْرِ وَقْتِهَا صَعِدَتْ اِلَى السَّمَآءِ لَا نُوْرَ لَهَا فَتَنْتَهِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَتُلَفَّ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ اَوِ الْخِرْقَةُ فَيُضْرَبُ بِهَا وَجْهُهٗ ثُمَّ تَقُوْلُ ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ یعنی نماز جب غیر وقت میں ادا کی جاتی ہے تو وہ آسمان کی طرف چڑھتی ہے لیکن نورانی نہیں ہوتی اس لئے اُسے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دی جاتی ہے اور وہ اس کے لئے بد دعا کرتی ہے کہ جیسے تو نے مجھے بگاڑا اللہ تعالیٰ تیرا بھی ستیاناس ہی کرے ۔

(۸۶) آج عموماً نماز میں رکوع سجدے دھبا دھب کر لئے جاتے ہیں اطمینان کسی رکن میں نصیب نہیں ہوتا خصوصاً رکوع کے بعد رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ الخ اور دونوں سجدوں کے درمیان رَبِّ اغْفِرْلِیْ الخ کا پڑھنا گویا چھوڑ دیا ہے حالانکہ شاہ صاحب صـ۸۴ میں لکھتے ہیں کہ جس نماز کے رکوع سجدے وغیرہ میں اطمینان نہ ہو وہ نماز نمازی کے لئے بد دعا کرتی ہے کہ ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ یعنی تجھے اللہ تعالیٰ برباد کرے جیسے کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہے ۔

(۸۷) آج نماز دل کو ٹری کی بے پرواہی سے چھوڑا جا رہا ہے اور شاہ صاحب صـ۸۲ میں لکھتے ہیں لَيْسَ بَعْدَ ذِهَابِهَا دِيْنٌ وَّلَا اِسْلَامٌ یعنی بے نماز بے دین

اور غیر مسلم ہے +

(۸۸) ص۵۴۹ پر لکھتے ہیں کَفَرَ وَقُتِلَ بِالسَّیْفِ بے نماز کو جبکہ وہ نماز نہ پڑھے (امام دخلیفۂ وقت) تلوار سے قتل کردے یہ شخص کافر ہے +

(۸۹) ص۵۴۹ پر لکھتے ہیں لَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یُدْفَنُ فِیْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی بے نماز کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے۔ نہ اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے +

(۹۰) زبانی دعوے تو بڑے لمبے چوڑے ہیں لیکن عمل خاک بھی نہیں۔ دوستو! عمر بھر میں دو چار دفعہ بھی تم نے شاہ صاحبؒ کے اس فرمان پر عمل کیا؟ جو وہ ص۵۴۳ میں لکھتے ہیں کہ قرأت سے فارغ ہو کر جب رکوع میں جانے کے لئے تکبیر کہے تو یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلٰی فُرُوْعِ اُذُنَیْہِ اَوْحَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں تک یا مونڈھوں تک اٹھائے یعنی رفع الیدین کرے لیکن افسوس تم شاہ صاحبؒ کے مرید ہو کر ان کی نہیں مانتے رفع الیدین جیسی مؤکد سنت کے تارک بنے ہوئے ہو۔ بلکہ اس کے کرنیوالوں سے دشمنی کرتے ہو +

(۹۱) ساتھ ہی رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر اطمینان حاصل نہیں کرتے حالانکہ حضرت پیر صاحبؒ ص۵۵۰ میں لکھتے ہیں فَیَنْتَصِبُ مُعْتَدِلًا فَیَطْمَئِنُّ یعنی سیدھا کھڑا ہو کر پورا اطمینان حاصل کرلے +

(۹۲) پھر لکھتے ہیں فَیَبْدَءُ اَوَّلًا بِوَضْعِ رُکْبَتَیْہِ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَدَیْہِ ص۵۵۲ یعنی سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر ٹکائے پھر ہاتھ +

(۹۳) دونوں سجدوں کے درمیان آج تم نہ اطمینان سے بیٹھتے ہو نہ کچھ پڑھتے

ہو حالانکہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ صـ۸۵ پر ارشاد فرماتے ہیں یجلس علی رجلیہ الیسریٰ وینصب الیمنیٰ ویقول رب اغفر لی ثلاثا یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے اور تین مرتبہ رب اغفرلی پڑھے۔"

(۹۴) صـ۸۵ و صـ۸۵ پر لکھتے ہیں یشیر باصبعہ من اول تشھدہ الی اخرہ یعنی التحیات کے وقت اول سے لیکر آخر تک اپنی شہادت کی انگلی کو اشارہ کے لئے اٹھائی رکھے۔

(۹۵) اے مریدان پیران پیر! کیا اندھیر ہے کہ شاہ صاحب تو صـ۸۶ میں دو شخصوں کے درمیان صف میں ذرا سی جگہ بھی خالی چھوڑنے کو حرام بتلائیں پر کر لینے کا حکم دیں۔ اور تم اس طرح صفیں بناؤ کہ گویا ایک کا دوسرے سے چھو جانا اپنے تئیں ناپاک کر لینا ہے۔

(۹۶) آج تم نے مسجدوں میں محرابیں بنائیں امام نماز کو دلہنوں کی طرح پردہ نشین کر دیا۔ حالانکہ شاہ صاحب صـ۸۶ میں لکھتے ہیں ینبغی للامام ان لا یدخل طاق المقبلۃ یعنی امام کو محراب کے اندر کھڑا نہ ہونا چاہیئے حدیث شریف میں محراب کا بنانا منع آیا ہے۔

(۹۷) مریدان پیر صاحب سنو! پیر جی صـ۸۶ غنیہ میں لکھتے ہیں ثم یثبت قائما معتدلا ویقول ربنا لک الحمد یعنی سمع اللہ کے بعد سیدھا کھڑا رہ کر ربنا لک الحمد پڑھے

(۹۸) حالت اقتداء میں مقتدیوں کو بھی بعد از رکوع پڑھنے کا حکم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں ملاحظہ ہو صـ۸۷۔

(۹۹) آج تم نے گاؤں میں جمعہ بند کر دیا تمہاری فقہ کی کتابوں نے ہزاروں

لاکھوں بندگانِ خدا کو جمعہ کی فرضیت سے منقطع کر دیا حالانکہ پیر صاحبؒ لکھتے ہیں مِنْهَا بَلَدٌ يَتَوَاوْقَرْيَةٌ جَامِعَةٌ فِيْهَا اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا یعنی چالیس آدمیوں کی بستی والا چھوٹا سا گاؤں بھی ہو تو اُن پر بھی جمعہ نماز فرض ہے۔ ص۵۸۶ +

(۱۰۰) پھر لکھتے ہیں اگر چالیس بھی نہ ہوں تو ان پر کسی اور پاس کی بستی میں جاکر نمازِ جمعہ پڑھنا واجب ہے وَجَبَ عَلَيْهِمْ اِتْيَانُهَا وَلَا يَسَعُهُمُ التَّخَلُّفُ عَنْهَا یعنی اُن پر اُس جگہ پہنچ کر نمازِ جمعہ ادا کرنا واجب ہے۔ اور جمعہ کو ترک کرنا جائز نہیں +

(۱۰۱) ص۵۸۸ میں جمعہ کی نماز کی رکعت اولیٰ میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون کا پڑھنا شاہ صاحبؒ مسنون بتلاتے ہیں لیکن حنفی مذہب ان کا التزام مکروہ کہتا ہے۔ حالانکہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اور یہی مذہب اہلحدیث کا ہے +

(۱۰۲) اسی صفحہ میں آپ لکھتے ہیں کہ حضورؐ کے زمانے میں جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی تھی +

(۱۰۳) نمازِ عید کی نسبت ص۵۸۹ میں لکھتے ہیں تُقَامُ فِي الصَّحْرَاءِ وَتُكْرَهُ فِي الْجَامِعِ یعنی یہ نماز جنگل میں پڑھنی چاہیئے۔ مسجدوں میں پڑھنا مکروہ ہے +

(۱۰۴) ص۵۸۹ میں ہے لَا بَأْسَ بِحُضُوْرِ النِّسَاءِ یعنی عید گاہ میں نمازِ عید کیلئے عورتوں کا آنا بھی ثابت ہے + حق بھی یہی ہے اور حدیثوں میں بھی یہی ہے اور یہی مذہب اہلحدیث کا ہے +

(۱۰۵) پہلی رکعت نمازِ عید میں سات تکبیریں دوسری میں پانچ تکبیریں پڑھنے کا شاہ صاحبؒ کا مذہب ہے ص۵۸۹ لیکن تم نے اس پر عمر بھر میں ایک دفعہ بھی عمل نہیں کیا اور الحمد للہ اہلحدیث اس پر برابر عامل ہیں لیکن پھر بھی تم یہی کہے جاؤ گے

کہ شاہ صاحبؒ کے ماننے والے تم ہو اور غیر مقلد منکرین پیر ہیں۔ کیا ہی الٹا فیصلہ ہے

(۱۰۶) اس کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ یا سورہ قٓ اور سورہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ کا پڑھنا شاہ صاحبؒ بتلاتے ہیں ص۸۹ لیکن آپ لوگ اس کا تقرر بھی ناجائز کہتے ہیں ◆

(۱۰۷) ص۹۰ میں لکھتے ہیں صَلٰوۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَتْ فِی الْمُصَلّٰی فِی الْجَبَّانَۃِ یعنی حضورؐ نمازِ عید جنگل میدان میں ادا فرماتے رہے ◆

(۱۰۸) استسقا کی نماز میں بھی شاہ صاحبؒ بڑی عمر کی عورتوں کے جانے کے قائل ہیں ص۹۰ لیکن ہمارے ہاں عجب حالت ہے میلوں ٹھیلوں میں سیر سپاٹوں میں عرس اور قوالیوں میں تو عورتیں ماری ماری پھریں لیکن مجالس وعظ نماز عید وغیرہ کے لئے ممانعت کے فتوے چھاپے جائیں ◆

(۱۰۹) حنفی مذہب میں اس نماز استسقا کیلئے جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے حالانکہ شاہ صاحبؒ ص۹۲ میں اسے لکھتے ہیں یہی مذہب اہلحدیث کا ہے اور یہی حدیث شریف سے ثابت ہے ◆

(۱۱۰) صلوٰۃ استسقا میں چادر کا الٹنا حنفی مذہب فقہ کی کتابوں میں ناجائز لکھا ہے حالانکہ شاہ صاحبؒ اس کے قائل ہیں ملاحظہ ہو ص۹۲ ◆ اور یہی ہمارا مذہب ہے ◆

(۱۱۱) صلوٰۃ کسوف میں ہر رکعت میں دو رکوع کرنیکا شاہ صاحبؒ کا فتویٰ ہے ملاحظہ ہو ص۹۴ لیکن اے جھوٹے دعوے دارو! کیا مجال جو تم شاہ صاحبؒ کے اس فتوے کو مان لو ◆

(۱۱۲) سفر میں اگر مسافر نماز قصر نہ کرے تو بھی جائز ہے حنفی حضرات اسے نہیں

مانتے اور شاہ صاحب ص۹۱ میں یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ قصر افضل ہے اور اتمام بھی جائز ہے +

(۱۱۳) ہمارے کے سارے حنفی کیا اب کے ہوں کیا جب کے ہوں خواہ فقہا ہوں خواہ غیر فقیہہ دیوبندی ہوں یا بریلوی متفقہ طور پر کہتے ہیں اور آج سے نہیں صدیوں سے کہہ رہے ہیں کہ سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا جائز نہیں۔ ظہر عصر مغرب عشا کا ملانا ناجائز ہے آہ! یہ ہیں جو ڈھول پیٹ رہے ہیں کہ ہم پیروں کے ماننے والے ہیں۔ اور ہماری نسبت مشہور کر رکھا ہے کہ یہ پیروں کے منکر ہیں۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ منکر کون اور ماننے والا کون۔ شاہ صاحب جنہیں پیران پیر مانا جاتا ہے اپنی تصنیف غنیۃ الطالبین ص۹۰۲ میں لکھتے ہیں اَمَّا الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فَيَجُوْزُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ یعنی سفر کی حالت میں ظہر عصر اور مغرب عشا کا جمع کرنا جائز ہے +

(۱۱۴) آگے چل کر اسی صفحہ میں جمع تقدیم و تاخیر دونوں کو جائز کہتے ہیں یعنی مسافر خواہ ظہر میں عصر ملا لے خواہ عصر میں ظہر ملا لے +

(۱۱۵) ٹھیک اسی طرح حنفی مذہب بارش وغیرہ میں بھی ان نمازوں کے جمع کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور حنفی نہیں کرتے مگر پیر صاحب ص۹۰۳ میں کہتے ہیں اَمَّا الْجَمْعُ لِاَجْلِ الْمَطَرِ فَيَجُوْزُ یعنی بوجہ بارش کے بھی ان دونوں نمازوں کا جمع کر لینا جائز ہے +

(۱۱۶) اسی صفحہ میں مریض کیلئے بھی آپ ان نمازوں کے جمع کرنے کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں لکھتے ہیں وَكَذٰلِكَ عِنْدَنَا حُكْمُ الْمَرِيْضِ یعنی بیمار کا بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کیوں دوستو! اہلحدیث کسی مسئلہ میں حنفی مذہب کا یا یوں کہو کہ امام ابوحنیفہ

کے فتوے کا خلاف کریں تو تم انھیں غیر مقلد یعنی کافر اہل سنت والجماعت سے خارج اور نہ جانیں کیا کیا کہہ ڈالو! اب فرماؤ کہ شاہ صاحبؒ کی نسبت کیا فتویٰ لگاؤ گے؟ اور یہ بھی فیصلہ کرلو کہ اب بھی ان کی گیارہویں دو گے یا نہیں؟ اور یہ بھی انصاف سے کہدو کہ ان کی پیری کے ماننے والے تم ہو یا نہیں؟ +

(۱۱۷) ستم ہے کہ ایک طرف شاہ صاحبؒ کو ماننے اور ان کے مرید ہونے کا غلغلہ بلند کیا جائے اور دوسری طرف ان کے ارشادات کو ان کے فتاووں کو بے طرح پیروں سے کچل دیا جائے سنئے صفحہ ۹۰۴ میں آپ لکھتے ہیں فَیَقِفُ الْاِمَامُ حَذَآءَ صَدْرِ الرَّجُلِ وَوَسْطِ الْمَرْأَۃِ یعنے جنازے کی نماز پڑھانے وقت میت اگر مرد ہے تو امام اس کے سینے کے بالمقابل کھڑا رہے۔ اور اگر عورت ہے تو اس کے درمیان کھڑا رہے لیکن تم اسے بھی نہیں مانتے +

(۱۱۸) یہ ظاہر ہے کہ حنفی حضرات نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ جب آپ پیر صاحبؒ کے مرید ہیں تو ان کی کیوں نہیں مانتے؟ سنئے وہ اپنی اسی کتاب غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۹۰۵ میں لکھتے ہیں یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی الْفَاتِحَۃَ یعنی پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے +

(۱۱۹) صفحہ ۹۰۹ میں لکھتے ہیں وَاِنَّمَا یُصَلّٰی عَلَی السِّقْطِ وَیُغْسَلُ اِذَا کَانَ قَدْ تَبَیَّنَ فِیْہِ شَکْلُ الْاِنْسَانِ یعنی جو بچہ کچا گر گیا ہو لیکن انسانی صورت اس کی بن گئی ہو تو اسے بھی غسل میت دینا چاہیئے اور اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھنی چاہیئے۔ یاد رہے کہ حنفی مذہب اسے بھی نہیں مانتا + وہ ایسے بچے کو یوں ہی گاڑ دیتا ہے +

(۱۲۰) تم خدا جانے آجکل کفن میں کتنے کتنے کپڑے دینے لگے اور پیر صاحب فرماتے ہیں کہ میت مرد ہو تو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے صـــ۹۱۷ +

(۱۲۱) اسی طرح عورت کے کفن میں بھی مبالغہ کیا جاتا ہے حالانکہ شاہ صاحب صـــ۹۱۸ میں لکھتے ہیں کہ عورت کے کفن میں پانچ کپڑے ہونے چاہئیں +

(۱۲۲) تم عورتوں کے بالوں کی لٹوں کو بعد از غسل میت اس کے سینے پر بکھیرتے ہو حالانکہ شاہ صاحبؒ صـــ۹۱۸ میں لکھتے ہیں يُسْدَلُ مِنْ خَلْفِهَا یعنی بالوں کی تینوں لٹیں پشت کی جانب ڈال دے +

(۱۲۳) صـــ۹۱۹ پر لکھتے ہیں وَاَمَّا السِّقْطُ اِذَا وُلِدَ لِاَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ غُسِلَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَتَبَيَّنْ اَذَكَرٌ هُوَ اَوْ اُنْثٰى یعنی کچے گرے ہوئے بچے پر جبکہ وہ چار ماہ سے زیادہ کے حمل کا ہو نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے اور اسے غسل بھی دینا چاہیئے گو اس کے مرد یا عورت ہونے کی علامت ظاہر بھی نہ ہوئی ہو +

(۱۲۴) صـــ۹۱۹ پر لکھتے ہیں

یعنی عورت اپنے خاوند کو بھی اس کے انتقال کے بعد غسل میت دے سکتی ہے۔ لیکن کیا مجال جو تم پیر صاحبؒ کی مان لو۔ بلکہ تم تو یہی کہتے چلے جاؤ کہ موت کے بعد نکاح ٹوٹ جاتا ہے +

(۱۲۵) بلکہ اسی صفحہ پر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ مرد بھی اپنی عورت کو غسل میت دے سکتا ہے ایک روایت مذہب اس طرح بھی ہے۔ اس کی دلیل میں شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تھا +

(۱۲۶) تم نے غم الم رنج" تکلیف کا دور کرنے والا ولیوں پیروں کو سمجھا اور شاہ صاحب تمہیں کچھ اور ہی سمجھا رہے ہیں وہ ص۹۴ پر لکھتے ہیں اَللّٰھُمَّ یَا فَارِجَ الْھَمِّ یَا کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ یعنی غم الم کا دور کرنے والا مصیبت تکلیف کا دور کرنے والا دعاوں کو سننے اور قبول فرمانے والا فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے +

(۱۲۷) کس قدر عقیدے بدل گئے کہ آج معمولی معمولی فقیروں کی نسبت یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ اس پر چودہ طبق روشن ہیں یہ بلاوں کے ٹالنے پر دعاوں کے قبول کرنے پر اور مصیبتوں مشکلوں کے حل کرنے پر قادر ہیں حالانکہ شاہ صاحب ص۹۲ میں یہ اوصاف صرف خدا تعالیٰ کے بتلاتے ہیں +

(۱۲۸) سنو بھائیو! سنو! شاہ صاحب کے مریدو! شاہ صاحب نے اپنے مریدوں کو جو احکام دیئے ہیں جو نصیحتیں کی ہیں جو آداب سکھائے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے فَیَعْمَلُ بِمَا فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَیُصِمُّھُمْ عَمَّا سِوٰی ذٰلِکَ ص۹۷ یعنی میرے مریدوں کو صرف قرآن حدیث پر ہی عمل رکھنا چاہیئے ان کے ماسوا سے بالکل بہرہ بن جانا چاہیئے +

(۱۲۹) ص۹۷ پر لکھتے ہیں کہ میرے مریدوں پر فرض ہے اَنْ یَّنْقَطِعُوْا عَمَّا سِوَی الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ اللہ عزوجل کے سوا ساری مخلوق سے انقطاع کر لے +

(۱۳۰) ص۹۹ پر لکھتے ہیں غَیْرُ سَاکِنٍ بِقَلْبِہٖ اِلٰی اَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ یعنی میرا مرید دراصل وہ ہے جس کے دل کا سکون صرف خدائے تعالیٰ کی طرف ہو مخلوق میں سے کسی کی طرف اس کا دل مائل نہ ہو پس قبروں اور فقیروں سے حاجات

طلب کرنیوالے شاہ صاحبؒ کے مرید نہیں بلکہ منکر ہیں'' +

(۱۳۱) حق تعالیٰ پیر صاحبؒ کو جزائے خیر دے دیکھو تو آپ کس طرح اپنے مریدوں کو توحید سکھاتے ہیں صـ۹۸ پر لکھتے ہیں فَهُوَ كَالطِّفْلِ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُطْعَمَ وَلَا يَلْبَسُ حَتَّى يُلْبَسَ یعنی میری ماننے والوں کو چاہیئے کہ خدا کے ہاتھ میں ایسے ہو جائیں جیسے دودھ پیتے بچے ماں کی گود میں کہ وہ کھلائے تو کھائیں وہ پہنائے تو پہنیں مطلب یہ ہے کہ ہر امر میں حکم خدا کا عامل و مطیع رہے +

(۱۳۲) اتنا کہہ کر بس نہیں کیا بلکہ صـ۹۸ پر لکھتے ہیں فَاشْتَغِلُوا بِهِ عَمَّنْ سِوَاهُ وَغُضُّوا عَنْ نُفُوسِكُمْ وَعَنْ كُلِّ شَيْءٍ یعنی انھیں چاہیئے کہ اللہ کی طرف مشغول ہو کر اس کے ماسوا سے بالکل یکسو اور بے تعلق ہو جائیں خود اپنے نفسوں اور دنیا کی تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں یعنی اپنے تئیں اللہ تعالیٰ جل و علا کو سونپ دیں +

(۱۳۳) آنکھوں والو! اور سوچنے سمجھنے والو! زیادہ سے زیادہ ہم یہی کر سکتے تھے کہ آپ کو ان کے ارشادات بتلائیں جن کی مریدی کے آپ دعویدار ہیں اور پھر آپ سے عرض کریں کہ للہ ان کی تو مانو! اگر اب بھی کوئی نہ مانے تو پھر اس کا کیا علاج؟ توحید کی باتیں آپ نے شاہ صاحبؒ سے سنیں اور سنیئے صـ۹۵ پر لکھتے ہیں فَلَا يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ سِوَى مَوْلَاهُ یعنی مسلمان کو جو راہ خدا میں چل رہا ہو جو میرا مرید ہو اسے چاہیئے کہ اپنے مالک حقیقی خدائے عزوجل کے سوا دوسرے کی طرف التفات تک نہ کرے پھر بھی اگر آپ قبروں کے پتھروں سے سر گڑتے رہیں اور یا علی مشکل کشا کے نعرے لگاتے رہیں اور یا پیران پیر دستگیر شیئاً للہ

کے وظیفے رٹتے رہیں تو کیا ہم نہ کہدیں کہ ع ایں راہ کہ تو میروی بترکستان است
(۱۳۴) تم آج بات بات پر کہدیتے ہو کہ ہاں صاحب حدیث میں تو یہ ہے لیکن ہمارے حنفی مذہب میں یوں ہے۔ ہمارے مجتہدوں اور فقہاء نے یوں بتلایا ہے۔ ہمارے مولوی صاحبان یوں فرماتے ہیں ہمارے ملک کا قانون یہ ہے۔ ہماری برادری کی رسم یہ ہے۔ سنو! ایسے لوگوں کی نسبت شاہ صاحبؒ کا فتویٰ کیا ہے صفحہ ۹۸۶ پر لکھتے ہیں یَلْزَمُہٗ تَصْدِیْقُہٗ وَمَنْ رَدَّہٗ فَھُوَ کَافِرٌ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل ارشادات وحدیثیں اور سنتیں اور اقوال ماننے کے لائق ہیں ان کی تصدیق کرنا رہے جو اسے رد کردے نہ مانے وہ کافر ہے ✤
(۱۳۵) اصلِ اسلام یہی ہے کہ انسان قرآن و حدیث پر جم جاوے۔ اور ہر کام انہی دو کے ماتحت انجام دے۔ یہی مذہبِ اہلحدیث ہے۔ اور اسی بنا پر انھیں کوئی غیر مقلد کہتا ہے۔ کوئی منکرینِ امام و پیر بتلاتا ہے حالانکہ دراصل اماموں کی اور پیروں کی تعلیم یہی ہے۔ پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی اسی کتاب غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۹۸۷ پر لکھتے ہیں فَعَلَیْہِ بِالتَّمَسُّکِ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَالْعَمَلِ بِھِمَا اَمْرًا وَّنَھْیًا اَصْلًا وَّفَرْعًا فَیَجْعَلُھُمَا جَنَاحَیْہِ یَطِیْرُ بِھِمَا فِی الطَّرِیْقِ الْوَاصِلِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یعنی خدا کے ہر ایک بندے پر بلکہ ہر ایک مرید پر ضروری اور لازم ہے کہ قرآن وحدیث کو مضبوط تھام لے اور ان کے تمام احکام پر عمل کرے ان کے حکم کی تعمیل کرے اور جن کاموں سے ان دونوں نے روک دیا ہو رک جائے اصول میں بھی انہی کی تابعداری میں لگا رہے اور فروعی احکام میں بھی انہی دو کی تعمیل کرے۔ یہی دو پر ہیں جن سے انسان راہِ خدا میں پرواز کرکے

رب العالمین سے مل سکتا ہے + اے مریدانِ پیر اپنے پیر رحمۃ اللہ علیہ کی صدا پر لبیک کہو۔ آسمانِ اسلام کی پرواز کے لئے تقلید و قیاس کے پر کام نہیں آسکتے۔ یہ پرواز صرف قرآن و حدیث کے پروں سے ہو سکتی ہے مسلمانو! جس طرح خدائے تعالیٰ رب العزت کے برابر کوئی نہیں جس طرح رسولِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کوئی امتی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح قرآن مجید کی اور حدیث شریف کی برابری بھی کسی امام کا مجتہد کا پیر کا ولی کا کلام نہیں کر سکتا۔ پس ہماری طرف سے آپ کو وہی دعوت دی جاتی ہے جو پیر صاحبؒ نے دی ہے کہ ایک ہاتھ میں کلام اللہ شریف لیلو۔ دوسرے میں حدیث شریف لیلو۔ اب نہ تیسرا ہاتھ نہ تیسری چیز ہ

مسلکِ سنت پہ سالک چلا جا بے دھڑک جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

(۱۳۶) ہمارے زمانے کے مذاق کس قدر بگڑ گئے جہاں انھیں کسی نے کوئی شعبدہ دکھایا کہ انھوں نے نعرہ لگایا کہ یہ ولی اللہ ہے۔ حالانکہ شاہ صاحبؒ صفحہ ۹۵ میں لکھتے ہیں مِنْ شُرُوْطِ الْوَلَایَۃِ کِتْمَانُ الْکَرَامَاتِ یعنی ولی بننے کی شرط ہے کہ کرامتوں کو چھپاتا رہے +

(۱۳۷) مذاق بگڑنے کی ہی یہ بھی دلیل ہے کہ اپنے مرشدوں کو اور اماموں کو غلطی سے معصوم سمجھنے لگے اور ان کی ہر ہر بات کو حدیث و قرآن کا درجہ دیدیا حالانکہ شاہ صاحبؒ صفحہ ۹۹ میں لکھتے ہیں کہ لَا یَعْتَقِدُ فِیْہِ الْعِصْمَۃَ یعنی اپنے شیخ امام پیر مرشد کو معصوم نہ سمجھ لے +

(۱۳۸) قادری کہلوانے والو! شاہ صاحبؒ کو پیر ماننے والو! تمہارے ہاں ڈھول ڈھمکے باجے گاجے راگ راگنیاں غزلیں اور قوالیاں کیسی؟ تمہارے پیر صاحبؒ

لوصنننا پر لکھتے ہیں لَا نَرَی بِالسِّمَاعِ وَالْقَوْلِ وَالْقَضْبِ وَالرَّقْصِ یعنی ہم گانا سننے کو قوالی کو بانسری کو اور حال کھیلنے کو جائز نہیں جانتے بلکہ ہمارے نزدیک یہ مکروہ ہے ۔

(۱۳۹) بلکہ ان کاموں کے کرنے والوں کو آپ نے صلننا میں شرکا رشیاطین نفس پرست اور احمق لکھا ہے ۔ پس قوالیوں سے اور باجوں گاجوں سے بچو ۔

(۱۴۰) عمل قرآن پر ہو نہیں اور الفاظ زبان پر ہوں تو یہ کوئی کمال نہیں کمال عمل سے ہوتا ہے چنانچہ شاہ صاحب ص۱۰۹ پر لکھتے ہیں فَاَهْلُ الْقُرْاٰنِ مَنْ يَّعْمَلُ بِالْقُرْاٰنِ وَاَمَّا مَنْ يَّقْرَأُ بِلَا عَمَلٍ فَلَيْسَ مِنْ اَهْلِهٖ یعنی قرآن والا وہ ہے جو قرآن پر عامل ہو بلا عمل صرف تلاوت کرنے والا قرآن والا نہیں ۔ پس حدیث و قرآن پر عمل کرو نہ کہ چوم کر رکھ دو ۔

(۱۴۱) آج تمہارے بنائے ہوئے یہ بنے ہوئے صوفی لونڈوں پر جان دیتے ہیں امردوں پر مرتے ہیں اور پیر صاحب فرماتے ہیں یَنْبَغِیْ اَنْ لَّا یَصْحَبَ الْاَحْدَاثَ الْمُرْدَانَ یعنی بے ریش لڑکوں کی ہمراہی سے بچنا رہے ۔ تمہارے صوفی تو انھیں لئے لئے پھرتے ہیں ۔

(۱۴۲) اپنے مریدوں کو نصیحتیں کرتے ہوئے ادب سکھاتے ہوئے ص۱۰۳۶ پر لکھتے ہیں لَا یَتَکَلَّفُوْنَ السِّمَاعَ وَلَا یَسْتَعْمِلُوْنَ بِالْاِخْتِیَارِ یعنی قوالیاں سننے کی زحمت میں نہ پڑے اور جہاں تک بھی بس ہو اُن سے الگ رہے ۔

(۱۴۳) تم آج اس بات کے قائل ہو گئے کہ شریعت اور چیز ہے طریقت اور چیز ہے حالانکہ پیر صاحب ص۱۰۳۶ غنیہ میں لکھتے ہیں لَا یَکُوْنُ فِی الطَّرِیْقِ یَقْتَدِیْ

وَلَا فِیْ عِلْمِ الْحَقِیْقَةِ شَیْءٌ یُّخَالِفُ دَابَ الشَّرْعِ یعنی شریعت کے خلاف حقیقت طریقت کوئی چیز نہیں +

(۱۴۴) آپ سچے اور جھوٹے صوفیوں میں یہ فرق بتلاتے ہیں کہ سچے تو کلام اللہ قرآن کریم سنا کرتے تھے اور جھوٹے قوالیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں ملاحظہ ہو غنیہ ص۱۰۳۷ +

(۱۴۵) آہ! آج ان قوالیوں نے مسلمانوں میں عبادت کا درجہ حاصل کر لیا حالانکہ شاہ صاحبؒ حقیقی سماع لذت دہ اور تسکین بخش سماع قرآن و حدیث کو بتلاتے ہیں غنیۃ الطالبین کے ص۱۰۳۷ پر لکھتے ہیں هُوَ الْحَدِیْثُ وَالْکَلَامُ

(۱۴۶) ص۱۰۳۸ پر لکھتے ہیں کہ جھوٹے صوفیوں کی حالت یہ ہے کہ وَقَفُوْا مَعَ الْمَقْوَالِ وَالْاَبْیَاتِ وَالْاَشْعَارِ وہ قوالوں اور قوالیوں میں پڑے رہتے ہیں +

(۱۴۷) اولیاء اللہ کی توحید کی صفت شاہ صاحبؒ ص۱۰۴۴ میں لکھتے ہیں نَظَرَتْ اِلَی الْخَلْقِ فَرَاَیْتُهُمْ مَوْتٰی یعنی اس کی نگاہ میں ساری مخلوق مردہ معلوم ہوتی ہے۔ مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے الفاظ تقویۃ الایمان پر اعتراض کرنیوالے ان الفاظ پر غور کریں +

(۱۴۸) ص۱۰۴۹ پر لکھتے ہیں لَا شَرِیْكَ لَهٗ فِیْ مُلْکِهٖ: لَیْسَ لَهٗ شِبْهٌ وَّلَا مِثْلٌ یعنے اللہ تعالیٰ کے ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں نہ اُس جیسا کوئی ہے۔ پھر تمہارا کسی کو تری کا اور کسی کو خشکی کا مالک قرار دینا کیا خدا کے ساتھ اُسے شریک کرنا نہیں ؟ +

(۱۴۹) تم نے شاہ صاحبؒ کو ہی غوث کہنا شروع کر دیا اور شاہ صاحبؒ

صفحہ ۱۰۵۲ پر لکھتے ہیں یَسْتَغِیْثُ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ غوث صرف حق تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔ پس اس لفظ کا اطلاق دوسرے پر کرنا ہی شرک ہے +

(۱۵۰) مریدانِ پیر صاحب سنو! پیر صاحب تمہیں راہِ ہدایت کی طرف رہبری کرتے ہوئے فرماتے ہیں اَلْقَصْدُ اِلٰی سَبِیْلِ الْھُدٰی عَلٰی نَہْجِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ یعنی راہِ راست صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی ہے +

(۱۵۱) بھائیو! یہ کیا مصیبت ہے کہ تم نے ان تمام لوگوں پر جو تمہارے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ان چند ڈھیروں پر سجدہ ریزیاں نہ کریں۔ اور مشکل کشا علی اور پنجتن پاک کے نعرے نہ لگائیں کفر کے فتوے جڑ دیئے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ شاہ بغداد تمہیں کیا حکم دے رہے ہیں؟ سنو صفحہ ۱۰۶ پر لکھتے ہیں وَلَا نَقْطَعُ شَہَادَۃً عَلٰٓی اَحَدٍ مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ بِشِرْکٍ وَلَا کُفْرٍ یعنی اہل قبلہ میں سے کسی پر قطعاً کافر و مشرک ہونے کا فتویٰ نہ لگایا کرو +

(۱۵۲) آپ توحید خداوندی سکھاتے ہوئے صفحہ ۱۰۶ میں لکھتے ہیں لَا تَطْلُبْ بِنَفْسِکَ نَاصِرًا غَیْرَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ وَلَا یَرْزُقُکَ خَازِنًا غَیْرَہٗ یعنی تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا مددگار نہ سمجھو کسی اور کے ہاتھ اپنی روزیاں نہ سمجھو۔ پھر دوسروں کو ان داتا سمجھنا یا پیر مدد یا رسول مدد، اللہ رسول کی مدد کے نعرے لگانا کیا شاہ صاحبؒ کی مریدی کو توڑ دینا نہیں ہے؟ +

(۱۵۳) اسی کے ساتھ آپ لکھتے ہیں اَنْ تُقْبِلَ بِالْکُلِّیَّۃِ عَلٰی رَبِّکَ وَتُعْرِضَ عَمَّنْ دُوْنَہٗ یعنی تجھے چاہیئے کہ بالکل ہی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور اس کے سوا سب سے منہ پھیر لے" +

(۱۵۴) شاہ صاحبؒ کے نزدیک صفاتِ اولیاء اللہ میں سے ایک اہم صفت یہ ہے اَنْ یَنْقَطِعَ جَمْعُہٗ عَمَّا سِوَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ صلہ ۱۰۸۹ یعنی وہ اپنے دل میں سوائے اللہ عزوجل کے اور کسی سے کوئی امید طمع نہ رکھے +

(۱۵۵) کہاں کی امید اور طمع یہاں تو خدا سے بھی اتنی امید و طمع نہیں رکھی جاتی جتنی قبروں سے تعزیوں سے تھانوں سے چلّوں سے خانقاہوں سے رکھی جاتی ہے حالانکہ شاہ صاحبؒ صلہ ۱۰۹۱ پر اسے شرک لکھتے ہیں اَلَا اِنَّ الرَّجُلَ مِنْہُمْ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ حَیْثُ طَمَعَ فِیْ مَخْلُوْقٍ مِثْلِہٖ لَا یَمْلِکُ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا عَطَاءً وَّلَا مَنْعًا یعنی جو شخص اپنے جیسی مخلوق سے ہی امید و طمع رکھے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشرک ہے مخلوق میں سے کوئی بھی نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع نہ کوئی دے سکتا ہے نہ روک سکتا ہے +

(۱۵۶) شاہ صاحب پر خدائے تعالیٰ رحمت نازل فرمائے کیسی نکھری ہوئی توحید اپنے مریدوں کو سکھائی ہے فرماتے ہیں یَطْلُبُہَا مِنْہُ وَلَا یَطْلُبُہَا مِنْ غَیْرِہٖ صلہ ۱۰۹۱ صرف خدا ہی سے سب کچھ طلب کرو۔ اس کے سوا اوروں سے کوئی طلب نہ کرو + پھر قبروں اور فقیروں سے مال و اولاد طلب کرنے والے کیا پیر صاحب کے نزدیک موحد رہ سکتے ہیں ؟ +

(۱۵۷) پیر صاحبؒ کے مریدو اپنے پیر کی سنو اور مانو صلہ ۱۰۹۱ میں لکھتے ہیں اِنَّہٗ لَا یَحْمَدُ بِالْحَقِّ الْمُرِیْدُ مَجِیْدُ عِنْدَ اللّٰہِ کُلَّ مَا یُرِیْدُہٗ اَنْ یَّذْکُرَنَّ بِشَلِیْہِ اِسْلَامُ الْمُعِیْدُ لَا یَمِیْنَ بھائیو! اسے ایک تختی پر لکھوا کر اپنے گھروں میں اور اپنی دوکانوں میں آویزاں کر لو تاکہ تمہیں بھولی بسری توحید معلوم تو ہو جائے۔

آپ لکھتے ہیں میرے بچے اور اپنے مریدوں کو ہرگز یہ زیبا نہیں کہ وہ اپنے دلوں کو خدا کے بندوں کی طرف جھکائیں اور ان سے دعائیں کریں کیونکہ جو کچھ ہے خدا کے ہاتھ ہے وہی دینے والا ہے۔ پس نہیں جو دعا کرنی ہو اسی سے کرو۔

میں نے ایک سرسری نظر میں شاہ صاحبؒ کے یہ چند اقوال ان کی صرف ایک ہی کتاب غنیۃ الطالبین سے اپنی برادری اور اپنے برادران کے نفع کیلئے جمع کر دیے ہیں حق تعالیٰ ان سے ہمیں مستفید فرمائے۔ آمین! باقی کتاب میں بھی شاہ صاحبؒ نے نصائح اور وصایا نہایت ہی عمدہ بیان فرمائے ہیں ہاں احادیث کے وارد کرنے میں ان کے راویوں کے حالات سامنے نہیں رکھے۔ اس لئے بہت کچھ رطب ویابس جمع ہو گیا ہے یہاں تک کہ بالکل موضوعات بھی وارد کر دی ہیں۔ پس اس کتاب میں وارد شدہ احادیث کو بغیر تنقید وتحقیق اور بغیر پرکھ رواۃ و رجال کے قابل تعمیل وتسلیم نہ سمجھنا چاہیئے۔ اب ایک بات بلکہ ایک نیا مضمون لکھکر میں اپنی اس کتاب کو ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بھی بالخیر کرے۔ آمین۔

میمن محمد بن ابراہیم متوطن ریاست جوناگڈھ کاٹھیاواڑ۔ مدرس

مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی صدر بازار دہلی ربیع الآخر ۱۳۵۹ھ

غنیۃ الطالبین کا شاہ جیلانی کی تصنیف ہونیکا ثبوت

میں نے ملفوظات شاہ جیلانیؒ قلمبند کئے اور یہ ثابت کیا کہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ جیلانی اہلحدیث کے اکثر و بیشتر مسائل کے قائل وعامل ہیں۔ آپ کے نام

لیوا اور آپ کی مریدی کا دعویٰ کرنیوالے جس قدر بدعتیں کرتے ہیں ان میں کی اکثر وبیشتر کی خود آپ تردید کر چکے ہیں۔ جو شرک ان پیر پرستوں میں پھیل گیا ہے شاہ صاحب اس سے بھی بیزار ہیں۔ موجودہ تقلید کے شاہ صاحبؒ سخت مخالف ہیں۔ اہلحدیث کو وہ نجات پانیوالی جماعت اور حق پر قائم گروہ قرار دیتے ہیں ان کی طرفداری کرتے ہیں اور مبتدعین کے آپ دشمن ہیں وغیرہ اس مضمون کی کئی ایک قسطیں اخبار محمدی میں نکلیں پھر بصورت کتاب بھی اسے شائع کر دیا گیا فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

ادھر یہ ہوا اُدھر پیر پرستوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ان میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ ان مضامین کی اشاعت انھیں ناگوار گذری اور انھیں خیال پیدا ہوا کہ جب شاہ صاحبؒ کی یہ تعلیم ہمارے حلقے میں معلوم ہو جائے گی تو ہماری روٹیوں میں لازمی طور پر فتور آئیگا۔ اس لئے یہ ہاتھ پاؤں ہلانے لگے انھیں یقین ہو گیا کہ اہلحدیث جماعت کی جو فرضی برائیاں ہم صدیوں سے پھیلا رہے ہیں ان سب پر یہ کتاب پانی پھیر دینے کے لئے کافی ہے اس لئے کہ جس کے نام پر ہم پروپیگنڈا کر رہے ہیں خود اسی کی سرکار سے جب انھیں ڈگری مل گئی تو ہماری شرمندگی کی انتہا نہیں رہی۔ اس لئے انھوں نے یہ کیا کہ نہ بانس رہے نہ بانسری باجے۔ ہانگ لگائی کہ کتاب غنیۃ الطالبین پیران پیر کی ہے ہی نہیں۔ ہم نے جب یہ تحریریں دیکھیں تو ہمیں کوئی تعجب نہ ہوا اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ان جبہ پوشوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے جب عاجز آجاتے ہیں اور کوئی گذرگاہ اور چارہ کار نہیں دیکھتے تو آخری حربہ یہی ہوتا ہے۔ دین و دیانت حق و صداقت تو ہوتی نہیں جو جھوٹ سے بچائے۔

قرآنِ کریم کے واضح دلائل اور روشن براہان جب مشرکین نے دیکھے اور مقابلہ سے عاجز آگئے تو یہی ہانک انھوں نے بھی لگائی تھی کہ مَا ھٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۔ صاف کہدیا کہ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ اس سے بھی آگے قدم بڑھا کر پکار اٹھے اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ یعنی یہ کلام اللہ نہیں بلکہ اسی شخص کا قول ہے ۔ اس نے آپ گھڑ گھڑا لیا ہے شاعر تو ہے ہی ۔ الٹی پلٹی باتیں جوڑ جاڑ کر کلام اللہ کہدیا ہے ۔ اس میں ہے ہی کیا ؟ داستانِ پارینہ ہے ۔ اگلوں کی کہانیاں ہیں پس عاجزی کے وقت یہ داؤں کرنا ان حضرات کے لیے سیکھا ہوا اور نہ بھلایا ہوا دیرینہ سبق ہے ۔

برادران ! آجکل دنیا میں کچھ عجب ہوائیں چل رہی ہیں بمبئی کا واقعہ ہے کہ جب میں نے قبروں کو اونچی بنانے اور ان کی پوجا پاٹ کرنے کے خلاف اور بعض بدعتوں کی تردید میں ایک مجلس میں فقہ کی کتابوں سے حوالے پیش کیے تو سامعین میں سے چند حضرات آپس میں کہنے لگے ۔ سنو بھائی اگر ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابیں بھی غیر مقلدیت سے پُر ہیں تو ہم ان کتابوں سے ہی باز آئے ۔ یہ تو ناممکن ہے کہ قبروں کی پرستش ہم چھوڑ دیں ۔ دہلی کا واقعہ ہے کہ جب وہاں کے لوگوں سے کہا گیا کہ قرآن و حدیث میں یوں ہے تو وہ صاف کہہ اُٹھے کہ قرآن حدیث ہی تو ہمارے مذہب کی جڑیں کھودتا ہے ہم اسے نہیں سُننا چاہتے ۔ آپ ان واقعات پر تعجب کیوں کریں ؟ آیئے چودہ سو برس آگے بڑھ جائیے ۔ وہاں بھی جب دلائل پیش کیے جاتے ہیں ۔ اور ان کے مسلمات سے ان پر حجت پوری کی جاتی ہے تو بنکار اُٹھتے ہیں بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۔ ہم یہ سب کچھ نہیں جانتے نہیں

مانتے ہم تو وہی کریں گے جو ہمارے باپ دادا کرتے آئے ۔

بات یہ ہے کہ ان کی آنکھیں چوندھیا گئیں جب انھوں نے دیکھا کہ پیران پیر وہی راہ چلتے ہیں جو اہلحدیث کی ہے تو ضرورت تھی کہ یا تو ان کی پیروی سے انکار کریں یا ان کی کتابوں کو جھٹلائیں یا ان کتابوں کی نسبت کا انکار کر جائیں۔ پیری سے انکار کے بعد گیارہویں کا لقمہ نکل جاتا۔ کتابوں کو جھٹلانے کے بعد مریدوں کی آنکھوں پر سے پٹیاں اتر جائیں۔ اس لئے آسان تر چیز یہی تھی کہ اُس بانس ہی کو کچل دیں جس سے بانسری بنتی ہے۔ ایک انکار ہزار دکھ ٹال دے گا۔ لیکن ہم نے بھی بفضلِ خدا تہیّہ کر لیا ہے کہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا کر ہی رہیں گے اس لئے ہم انکی اس چالاکی کا تار پود بھی بحمد اللہ اس تحریر میں بکھیر دیتے ہیں وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

(۱) شاہ صاحبؒ کی یہ کتاب غنیۃ الطالبین مدتوں سے بلا نکیر چھپتی رہی۔ اُن کے نام سے مشہور ہوئی اور رہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو شاہ صاحبؒ کی ہی ایک زبردست یادگار دنیا پر باقی ہے۔ اب اس کا انکار کرنا ایک طرف تو شاہ صاحبؒ کی یادگار مٹانا ہے دوسری جانب ان کے علمی کارنامے کو مات کرنا ہے تیسری طرف تمام اگلوں کا وقار کھونا بلکہ انھیں جھوٹا سمجھنا ہے ۔

دلیل دوم ۔ یہی نہیں کہ عرب وعجم میں یہ کتاب پھیلی ہوئی ہے۔ بارہا عرب میں شاہ صاحبؒ کے نام سے چھپی ہے بلکہ اس کے ترجمے بھی مختلف زبانوں میں ہوئے جو آج تک دنیا کے ہاتھوں میں ہیں اور لطف یہ ہے کہ ان تمام ترجموں کے مترجم خود حنفی حضرات ہیں اس کتاب کے چھاپنے والے حنفی حضرات ہیں ہر زمانہ میں یہ کتاب متداول رہی۔ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں آتی رہی۔ کوئی غیر مشہور اور

مجہول چیز نہیں ہے۔ شاہ صاحبؒ کے زمانے سے لیکر اب تک برابر چلی آرہی ہے موافق اور مخالف کی کتابوں میں اس کے حوالے موجود ہیں۔ پھر یہ کہہ دینا کہ یہ کتاب شاہ صاحبؒ کی نہیں ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہہ دے کہ ہدایہ علامہ مرغی نانی کی نہیں ہے۔ ہم تو اس سے بھی خوش ہیں اس لئے کہ دنیا نے معلوم کر لیا کہ ہمارے مخالفین کے ہاتھوں میں کوئی دلیل نہیں اسی وجہ سے انتہائی مکر و فریب پر اتر آئے ہیں۔ اور سورج پر خاک اڑا رہے ہیں۔

(۳) اس کتاب کے ترجمے فارسی اور اردو میں ہندوستان کے گھر گھر موجود ہیں۔ فارسی کا ترجمہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی کا ہے جو ۱۲۸۲ھ میں مع عربی لاہور کے مطبع امید اور ہوب پریس اور مطبع حسامی میں حنفیوں کے اہتمام سے مع عربی چھپا ہے۔

(۴) پھر ۱۳۲۸ھ میں مع اردو ترجمے کے مطبع رفیق عام لاہور میں طبع ہوئی ہے جس کے حاشیے پر فتوح الغیب بھی ہے اس کے مترجم مولوی عبدالحق صاحب ہزاروی حنفی ہیں جو حنفی مذہب کی فقہ کی کتاب تجرید الشامی وغیرہ کے بھی مترجم ہیں۔

پانچواں ثبوت۔ صرف اردو ترجمہ ساڑھے چھ سو صفحات کا مع آپکی سوانح عمری کے عالمگیر پریس لاہور میں ۱۳۴۳ھ کے لگ بھگ چھپا ہے اس کے مترجم مولوی محمد حیات سنبھلی ہیں جو حنفی ہی نہیں، بلکہ غالباً بریلوی حنفی ہیں۔ الغرض مختلف مطابع میں مختلف اوقات ہندوستان میں مصر میں ممالک اسلام میں یہ کتاب غنیۃ الطالبین پیر صاحبؒ کے نام سے آج تک برابر چھپتی رہی اور لوگوں کے ہاتھوں میں آتی رہی۔

(۶) خود حنفی حضرات اس کتاب کو شاہ صاحبؒ کی کتاب مان کر اس سے اپنے

مفید مطلب باتیں لیتے رہتے ہیں یہاں تک کہ الفقیہ جیسے غالی بریلوی اخبار میں بھی اس کتاب کا شاہ صاحبؒ کی طرف منسوب ہونا بار بار لکھا گیا ہے۔ اسے شاہ صاحبؒ کی تصنیف مان لیا گیا ہے لیکن جب اسی کتاب سے ان کی دکھتی ہوئی رگ پکڑی جاتی ہے تو یہ بلبلا اٹھتے ہیں۔ اور اس وقت بہ ناچاری و مجبوری اس پر اتر آتے ہیں کہ یہ کتاب ہی شاہ صاحبؒ کی نہیں +

(۷) اچھا ہم پوچھتے ہیں اگر سچے ہو تو پھر آخر یہ بھی تو بتلاؤ کہ ہے کس کی؟ کسی کی لکیر کو ٹیڑھا کہدینا اور بات ہے۔ اور اپنی لکیر اس کے بالمقابل سیدھی کھینچ دینا اور بات ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ آخر کتاب تو ہے اس کے وجود سے تو انکار ہو نہیں سکتا۔ اس لئے بتلاؤ کہ ہے کس کی؟ اور کیا ثبوت؟ +

(۸) بات یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ نے حنفیہ کو مرجیہ لکھا۔ شاہ صاحبؒ نے اہلحدیث کو فرقہ ناجی لکھا۔ شاہ صاحبؒ نے نماز کو مذہب اہلحدیث کی طرح ارشاد فرمایا۔ شاہ صاحبؒ نے پکی قبروں کو مکروہ لکھا۔ شاہ صاحبؒ نے تقلید کو حرام لکھا۔ شاہ صاحبؒ نے شرک کی بیخ کنی کی۔ شاہ صاحبؒ نے بہت سی بدعتوں کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں وغیرہ۔ تو جب تک یہ چیزیں اسی کتاب میں رہیں۔ تبرکاً یہ حنفی حضرات اسے چومتے چاٹتے رہے۔ لیکن جب یہ چیزیں ایک ایک کر کے پبلک میں آئیں۔ اور عام ہاتھوں میں پہنچیں تو کہرام مچ گیا۔ ماتم دہر ثبہ کی بہتان و جھوٹ کی عادت تو ہے ہی جھٹ سے اکھڑ گئے۔ اور کہدیا کہ یہ کتاب ہی شاہ صاحبؒ کی نہیں۔ ورنہ آج تک سب کے سب مانتے چلے آئے شاہ صاحبؒ کی تصنیفات کے ذکر میں غنیہ کا نام خصوصیت بلکہ فخر سے لیتے رہے۔ خود ان غالی

حنفیوں نے قبر پرست اور قبہ پسند حضرات نے "غوث الثقلین کہنے والوں نے اس کا ترجمہ کیا۔ اسے چھپوایا۔ اس پر اس کے مصنف کا نام خدائی صفتوں کے ساتھ لکھا۔ لیکن جب مضامین ان کے سامنے آئے بیتاب ہو گئے اور اپنے چھٹ بھیّوں کی زبانوں پر یہ کلمہ جاری کرا دیا کہ کہدو یہ تصنیفِ شاہ نہیں +

زوالِ ثبوت۔ تفہیم میں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا۔ حنفیوں کے مرجیہ ہونے کا جواب دیا۔ لیکن کتاب کو شاہ صاحبؒ کی تصانیف میں سے خارج نہیں کیا۔ پس حجۃ الہندؒ کے اس صحیح اقرار کے بعد اس کے خلاف شور مچانا ایک جَو کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا۔ •

(۱۰) ازالۃ الخفا میں غنیہ کو شاہ صاحبؒ کی تصنیف مان کر اس میں سے بہت سی عبارتیں نقل کی گئیں یہ حضرات ہند کے چشم و چراغ ہیں۔ اور آپ حضرات کے ہاں بھی مسلم ہیں۔ اب اس حقیقت واضحہ سے انکار صریح عناد اور نرا تعصب ہے +

(۱۱) اسی طرح قرۃ العینین میں غنیۃ الطالبین کو بڑے پیر صاحب شیخ جیلانیؒ کی تصنیف لکھا گیا ہے مانا گیا ہے +

بارہویں دلیل۔ اور بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ کشف الظنون جو اسی بارے میں تصنیف ہے کہ کس کی تصنیف کونسی کتاب ہے؟ اس میں بھی غنیۃ الطالبین کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بتلایا گیا ہے میرے خیال سے اس حوالے کے بعد تو مخالف کا نہ صرف قلم بلکہ کمر بھی ٹوٹ جانی چاہیئے کشف الظنون کے حوالے کے بعد اس کے خلاف کچھ لکھنا ایسا ہی ہے جیسے

کہ سورج کے وجود سے آدھے دن میں انکار کرنا۔

(۱۴۳) اس زمانے کے لوگوں کی یہ عجب حیرت انگیز چالاکی ہے کہ دلائل دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں اور پھر اونٹ پٹانگ جو زبان پر چڑھے بک دیتے ہیں۔ جو حضرات تقلید کے زبردست حامی ہیں ان سے بھی جہاں ان عوام نے تعزیہ کے خلاف، یا کسی قبہ کے خلاف، یا کسی پکّے ڈھیر کے خلاف کچھ سُنا۔ یا انھیں تیجے دسویں گیارہویں وغیرہ میں حارج دیکھا۔ اور جھٹ سے کہدیا غیر مقلد ہے۔ وہابی ہے۔ لا مذہب ہے۔ لوگوں میں نفرت پیدا کرانے کے درپے ہو گئے کہ اس کی آواز دب جائے۔ ایک مُلّا کسی ہندو بنئے سے کچھ سودا ادھار لینے گیا اُس نے انکار کر دیا، اس نے کہا اچھا اب دیکھ میں کیا کرتا ہوں؟ نماز کے بعد اُس نے اعلان کر دیا کہ فلاں بنیا غیر مقلد وہابی ہو گیا ہے، اب کیا تھا لوگ وہیں سے اس کی دکان پر چڑھ دوڑے قریب تھا کہ لٹس مچا دیں، بیچارہ حیران رہ گیا، کہ آخر کیا بات ہے؟ جب اسے معلوم ہوا کہ مُلّا صاحب نے پھونک ماری ہے کہ یہ غیر مقلد وہابی ہو گیا ہے۔ تب اس نے کہا ذرا ٹھیرو میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ مُلّاجی کے پاس پہنچا اور چپکے سے کہا دو چار کا دس بارہ کا اُدھار لے لینا یہ بکھیڑ تو میری جان پر سے ہٹا۔ مُلّا جی تہمد ہلاتے ہوئے آئے، اور کہا بس بھئی اس نے توبہ کر لی، بڑے پیر کی گیارہویں کرنے کا اقرار کر لیا ہے، اس لئے اب اسے نہ چھیڑو یہی ایک سحرِ سامری ان جبّے بازوں اور چوغے نوازوں کے قبضے میں ہے پہلے تو کہتے رہے کہ یہ غیر مقلد بڑے پیر صاحبؒ کو مانتے ہی نہیں۔ لیکن جب

بڑے پیر صاحب کو ماننے کا ان سے کہا گیا' اور ان کے ملفوظات طیبات ان کے سامنے پیش کئے گئے تو جبوٹیاں کانپنے لگیں اور کہدیا کہ ہم اسے نہیں مانتے ورنہ ہوا وہ ان کے بڑے سب کے سب شاہ صاحبؒ کی اس کتاب کے شاہ صاحب کی تصنیف ہونے کے بدل قائل ہیں +

(۳۱) میں چاہتا ہوں کہ تفہیم ۲۷ کی تھوڑی سی عبارت بھی آپ کے سامنے پیش کردوں لکھتے ہیں قَوْلُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ قُطْبِ الْحَقِیْقَۃِ الشَّیْخِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلِیِّ عِنْدَ ذِکْرِ الْفِرَقِ الْخَیْرِ النَّاجِیَۃِ فِی الْغُنْیَۃِ حَیْثُ قَسَّمَ الْمُرْجِئَۃَ اِلٰی اِثْنَیْ عَشَرَ فِرْقَۃً مِنْھُمُ الْحَنَفِیَّۃُ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ التَّفْصِیْلِ وَاَمَّا الْحَنَفِیَّۃُ وَ فَھُمْ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ الخ میں نے یہ عبارت اس لئے بھی نقل کی ہے کہ اس سے جہاں غنیۃ الطالبین کا شیخ جیلانیؒ کی تصنیف ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہاں اس عبارت کا بھی اس کتاب میں ہونا ثابت ہوتا ہے بعض لوگ کتاب کو تصنیف جیلی مانکر اس عبارت کا انکار کر جاتے ہیں۔ اس سے ان کی بھی گوشمالی ہوجاتی ہے۔ اللہ اکبر کتنا اندھیر ہے؟ کس قدر ظلم ہے؟ کس قدر حقائق سے چشم پوشی کی جاتی ہے اور کس طرح دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کی جاتی ہے؟ دوستو! حق کو کیوں قبول نہ کرلو' اس بہانہ بازی سے بیننے کی باتوں کے جاننے والے خدا کے ہاں کیا فائدہ ہوگا؟ مانا کہ آپکی چرب زبانی سے غلط پروپیگنڈا سے آپ یہاں ہماری گرفت ڈھیل کر دینا چاہیں مگر خدائے تعالیٰ کی بطش شدید کو یہ مکاریاں خفیف نہ کرسکیں گی۔ خدا سے ڈرو۔ حق کو حق کہو۔ گو وہ تمہارے عندیہ کے تمہارے نظریہ کے تمہارے عمل کے خلاف ہو۔ مندرجہ بالا عبارت

ہیں حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے امامِ طریقت قطبِ حقیقت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں نجات سے محروم رہنے والے فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے مرجیہ فرقے کا شمار کیا ہے پھر اس کی بارہ شاخیں بتلائی ہیں۔ ان میں سے ایک شاخ حنفیوں کو بتلایا ہے اور کہا ہے کہ یہ مقلدین ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ ہیں الخ +

(۱۵) دوستو! بھلا یہ شرم سوز حیا شکن حرکت کب تک کرتے رہو گے؟ بزرگوں کی کس کس کتاب کا انکار کرکے ان کی بزرگی کی دشمنی کرتے رہو گے؟ سنو حنفی مذہب کے ستون مشہور فقیہ جن کے دسترخوان کے ریزوں سے آج کے آپ کے بڑے بڑے علما بھی اپنا پیٹ بھرتے ہیں جن کی کتابوں کے بغیر آپ ایک قدم چل نہیں سکتے نہ دیوبندی نہ بریلوی۔ بلکہ عقائد کے بارے میں آپ کے ہاتھ میں سوائے ان کی کتاب شرح فقہ اکبر کے اور کوئی کتاب ایسی ہے نہیں جو حنفی مذہب کے سربرآوردہ زبردست عالم اور مرجع علما ہیں وہ اپنی اسی بہترین اعلیٰ کتاب شرح فقہ اکبر میں کتاب غنیۃ الطالبین کو حضرت پیران پیر کی کتاب مانتے ہیں شرح فقہ اکبر صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔ وَقَعَ فِي الْغُنْيَةِ لِلشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ عِنْدَ ذِكْرِ الْفِرَقِ الْغَيْرِ النَّاجِيَةِ ... وَمِنْهُمُ الْحَنَفِيَّةُ وَهُمْ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ نُعْمَانَ ابْنِ ثَابِتٍ رضؓ یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ کتاب غنیہ میں حنفیوں کو جو امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں نہ نجات پانیوالے فرقوں میں شمار کیا ہے الخ پس ان کا فیصلہ بھی ہمارے حق میں ہے، اب آپ کو اور کیا چاہیے؟ تاہم اگر سیری نہ ہوئی ہو تو سولہویں دلیل بھی سنیے +

(۱۶) جتنی کتابیں غنیۃ الطالبین ہمارے ہاتھوں میں چھپی ہوئی موجود ہیں ان سب کے شروع میں شاہ عبدالقادر جیلانی کا نام اور ان کی تصنیف ہونے کا بیان موجود ہے۔ ان کتابوں پر تقریظیں ہیں۔ تاریخیں ہیں۔ اور کتنی ایک ہیں اور سب میں اس کتاب کا شاہ صاحب کی تصنیف ہونا بتلایا گیا ہے۔ اور فتوح الغیب کے نسخے کے راوی تو خود شاہ صاحبؒ کے فرزند ابو محمد شرف الدین عیسیٰؒ ہیں جن کا انتقال ۵۷۳ھ میں ہوا ہے۔

(۱۷) فارسی ترجمہ والی کتاب کے آغاز میں مقدمہ ہے۔ جس میں مولوی عبداللہ خلف مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی لکھتے ہیں کہ شیخ بلاول قادری نے جب اس کتاب غنیۃ الطالبین کے ترجمے کی درخواست کی۔ تو مولوی عبدالحکیم صاحب نے استخارہ کیا۔ لیکن ترجمہ کی اجازت نہ پائی۔ اس پر دوبارہ کہا گیا۔ اب آپ پوری کتاب کے لفظی ترجمے کی بابت استخارہ کیجئے۔ چنانچہ اس دوسرے استخارہ کے بعد اجازت مل گئی۔ اور ترجمہ کر دیا گیا۔ پس آج کل کے ان گپوڑوں سے بہت پہلے اس کتاب کی بابت دنیا میں سب کچھ ہو چکا ہے۔ اب ان واقعات سے کنارہ کشی کرنی۔ اور پیر صاحبؒ کے علمی شاہکار سے انکار کرنا' دراصل اپنی بدعتوں اور شرک کی محبت میں پھنس کر پیروں کی پیری سے انکار کرنا ہے۔ علاوہ ازیں جو عبارتیں ہم نے ذمۂ محمدی میں اور غنیۂ محمدی میں شاہ صاحبؒ کی ان کتابوں سے پیش کی ہیں۔ ان کے بیان میں شاہ صاحب منفرد اور تنہا نہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ تمام سلف صالحین ہیں۔ حدیث و قرآن ہے۔ اس انکار سے فائدہ اور نتیجہ کیا ہوگا؟ تمہارے ان شرکیہ کاموں اور بدعیہ رسموں کے خلاف سینکڑوں

حدیثیں اور سینکڑوں آیتیں صراحت سے موجود ہیں کب تک انکار کرتے رہو گے؟ خدا کو منہ دکھانا ہے۔ درست ہو جاؤ بندوں کی بندگی سے ہٹ جاؤ اور سچے سنی اور عامل بالحدیث بن جاؤ +

(۱۸) صاحبِ دراسات جو خود ایک حنفی فاضل ہیں جن کی بزرگی اور علم کے آپ سب قائل ہیں وہ بھی اس کتاب غنیۃ الطالبین کو شاہ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف مانتے ہیں۔ ان کے اعتراض کو نقل کرتے ہیں پھر حنفیوں کا مرجیہ ہونے کا جو فقرہ شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے۔ اس کی توجیہ کرتے ہیں اور یہ داغ دھونا چاہتے ہیں۔ لیکن کتاب کے انتساب کی تغلیط نہیں کرتے۔ یہ نہیں کہتے کہ یہ کتاب ہی شاہ جیلی کی نہیں۔ لیکن آپ حضرات کا عجب رنگ ہے کہ جب بات بنائے نہیں بنتی تو کانوں پر ہاتھ دھر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں قُلُوْبُنَا غُلْفٌ

(۱۹) اسی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ قول شاہ جیلانیؒ کا بحق حنفیہ ہے نہ بحق امام ابو حنیفہؒ۔ الغرض غنیۃ الطالبین مصنفہ شاہ عبدالقادر جیلانیؒ ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اس کا انکار نری جہالت ہے +

(۲۰) اس کی کامل بحث مع اس ثبوت کے کہ غنیہ پیر صاحبؒ کی تصنیف ہے جامع الاصول میں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو جلد عاشر فصل نویں۔ پس دیدہ و دانستہ حق پوشی نہ کرو۔ حلوے مانڈے کے پیچھے جہنم نہ خریدو۔ بندوں کے بندے اور امتیوں کے امتی نہ بنو۔ حق کو کھلے بندوں قبول کرو جنھیں پیر بلکہ پیران پیر مانا ہے۔ ان کی باتوں کو بھی مانو۔ تقلید کو چھوڑ دو شرک سے منہ موڑ و۔ بدعتوں کا گلا مروڑ دو۔ اہلحدیث کے مسائل کو حق مانو۔ ان کے خلاف سے باز

آؤ! واللہ الہادی!

کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف شاہ جیلانؒ ہونیکی اکیسویں دلیل

(۲۱) میں چاہتا ہوں کہ اس بحث کو ذرا طویل کرکے آپ حضرات کو اس مغالطہ کے پھندے کی پھانسی سے بچالوں۔ کیا عجب کہ میری محنت ٹھکانے لگے۔ اور میرے بھائی میری پیش کردہ تعلیم جیلانیؒ کو لے لیں۔ اور زمرۂ محمدی میں داخل ہوجائیں۔ اور اس غنیمت کو غنیہ سمجھ لیں۔ سنئے امام ابن رجبؒ جنکا سکہ آج تک علمی دنیا میں چل رہا ہے۔ ان کی مشہور عالم کتاب طبقات ابن رجب میں لکھا ہے۔ وَالشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ رَحِمَہُ اللّٰہُ کَلَامٌ حَسَنٌ فِی التَّوْحِیْدِ وَالصِّفَاتِ وَالْقَدْرِ وَفِیْ عُلُوْمِ الْمَعْرِفَۃِ مُوَافِقٌ لِلسُّنَّۃِ وَلَہٗ کِتَابُ الْغُنْیَۃِ لِطَالِبِیْ طَرِیْقِ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ وَھُوَ مَعْرُوْفٌ وَلَہٗ کِتَابُ فُتُوْحِ الْغَیْبِ۔

(۲۲) اسی کتاب طبقات ابن رجب میں اور جگہ لکھا ہے قَالَ فِیْ کِتَابِہِ الْغُنْیَۃِ الْمَشْہُوْرِ یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے توحید باری صفات باری تقدیر اور علوم معرفت الٰہی میں بہت بہتر کلام کیا ہے جو حدیثوں کے مطابق ہے۔ ان کی کتاب غنیہ میں ملاحظہ ہو جو ایک معروف و مشہور کتاب ہے آپ کی ایک اور کتاب بھی ہے جس کا نام فتوح الغیب ہے غنیۃ الطالبین آپ کی بہت شہرت والی کتاب ہے۔ ہر ایک اُسے جانتا پہچانتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ امام ابن رجبؒ محدث خود بڑے پایہ کے آدمی ہیں۔ یہ سلف کرام میں سے ہیں۔ محدث ہیں۔ مشہور عالم ہیں۔ اعلام میں سے ہیں۔ ان کا زمانہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سے متصل ہے۔ ان کی شہادت ایک ہزار شاہدوں کی شہادت سے بھی زیادہ باوقعت ہے +

میرے خیال سے تو میں نے یہ بائیس دلیلیں جو وارد کی ہیں ہر کافی وافی ہیں۔ اس کے بعد کسی کے لئے لب ہلانے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ میں پھر کہوں گا کہ شاہ صاحبؒ کی کتاب کے انکار کے بعد ان حدیثوں اور آیتوں کا انکار کیسے کر سکو گے؟ جو شاہ صاحبؒ کی ان تمام عبارتوں کے مطابق ہیں جو میں نے ذمۂ محمدی اور غنیۂ محمدی میں نقل کی ہیں۔ کیا حدیث والے کی نبوت سے انکار کر جاؤ گے؟ کیا خدا کی کتاب کے بھی منکر ہو جاؤ گے؟ برادران! اس روش کو چھوڑ دو۔ خدا کی خدائی میں کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ رسولؐ کی تابعداری میں حیل حجت نہ کرو۔ باپ دادوں کی ہندوانہ رسوم سے توبہ کر لو۔ بزرگوں کی مطابق قرآن و حدیث باتوں پر عامل بن جاؤ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں نیک توفیق دے والسلام میمن محمد

ضمیمہ

میرا خیال ہے کہ اس مضمون کو اتنا کامل کر دوں کہ پھر کسی کو یہ جرأت ہی نہ رہے کہ اس کتاب کے انتساب کا انکار کر سکے۔ بھلا اندھیر جیسا اندھیر ہے۔ جب یہ جیتخہ چل پڑا تو ہمارے اسلاف کی ساری محنت غارت ہو جائے گی جس کے خلاف جو کتاب نظر آ پڑی اُسے کیا ضرورت کہ اس کی دلیلوں پر نظر ڈالے؟ اور ان کے جوابات سوچے؟ ایک چٹکی بجانے میں اُس کتاب ہی کو کیوں خرد برد نہ کر دے؟ کہدے کہ یہ کتاب ان کی ہے ہی نہیں۔ پس میں اس بحث کو ختم ہی کر دوں اور مزید دلائل بھی بیان کر دوں سنئے +

کتاب غنیۃ الطالبین کے بڑے پیر صاحب کی تصنیف ہونے کی چوبیسویں دلیل

(۲۴) ہندوستان میں مانا ہوا اسلامی کتب خانہ حیدر آباد دکن میں ہے اس کتب خانہ کی فہرست چھپی ہوئی ہے بنام فہرست کتب عربی فارسی اردو کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی اس کی جلد اول پر صفحہ ۲۷۶ پر حرف "غ" میں نمبر ۱۱۷۶ پر فن تصوف میں نام کتاب کے ضمن میں غنیۃ الطالبین کا ذکر ہے۔ نام مصنف کے عنوان میں لکھا ہے۔ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ۔ پس معلوم ہوا کہ یہ تصنیف شاہ صاحب کی ہی ہے +

(۲۵) شاہ صاحبؒ ہی کے نام سے یہی غنیہ مصر میں ۱۳۳۱ھ میں چھپی ہے دو جزو میں ہے۔ جزو اول ۲۰۳ صفحات کا ہے جزو دوم ۲۱۳ صفحات کا ہے۔ دارالکتب العربیۃ الکبریٰ مصطفےٰ البابی الحلبی کی مطبوعہ ہے علی گڈھ کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے +

(۲۶) بولاق کے مطبع میں آج سے ستر برس پہلے ۱۲۸۸ھ میں چھپی ہے یہ نسخے آج کل بھی موجود ہیں۔ دو جزو میں ہے یہی نام ہے اور مصنف شاہ جیلانیؒ لکھا ہوا موجود ہے معجم المطبوعات صفحہ ۲۷ میں اس کا ذکر بھی ہے +

(۲۷) کتاب غنیہ ۱۳۲۲ھ میں بھی بولاق میں چھپی ہے اور شاہ صاحب کی ہی تصنیف لکھا ہوا ہے اس کا ذکر بھی یوسف الیان سرکیس نے اپنی کتاب معجم المطبوعات العربیہ میں کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۷۲ کالم دوم +

(۲۸) اور حوالہ سنئے مکہ شریف میں بھی کتاب غنیۃ الطالبین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آپ کی تصنیف چھپی ہے اس کا نسخہ ۱۳۱۴ھ کا چھپا ہوا موجود ہے اور عام طور پر ملتا ہے دو جز میں پوری کتاب ہے۔ اب اس کتاب کے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہونے سے انکار کرنا گویا تسلم دنیا کا خلاف کرنا ہے +

(۲۹) کتب خانۂ آصفیہ کی سرکاری فہرست کے ۱۱۲۲ پر فن تصوف کی کتابوں کے ذیل میں غنیۃ الطالبین مصنف سیدنا عبدالقادر جیلانی مترجم فارسی کا نسخہ بھی بتلایا گیا ہے۔ الغرض عربی میں ہے۔ عربی مع ترجمہ فارسی ہے عربی مع ترجمہ اردو ہے۔ صرف اردو ترجمہ ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی واضح حقیقت سے انکار کیوں کر دیا گیا؟ اور وہ بھی محض بے دلیل +

(۳۰) جہاں تک خیال کیا جاتا ہے اس انکار کے بانی مولانا عبدالحی لکھنوی ہیں حضرت نواب صاحب صدیق حسن خاں مرحوم والی بھوپال رحمۃ اللہ علیہ نے جب کتاب غنیہ میں سے حنفیوں کا مرجیہ میں شمار ہونا لکھا۔ تو مولانا لکھنوی نے یہ بدعت ایجاد کی کہ اس کتاب کی نسبت دبی زبان سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیئے۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں بعد والے بدعتیوں نے اسے باقاعدہ راگ بنا کر الاپنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن خود مرحوم نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی خبر لی کہ یہ جرأت مفقود ہو گئی تاہم دبی بھی آواز باقی ہے اس لئے میں نے یہ طویل مضمون لکھا ہے کہ اس آواز کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ اور شاہ صاحب کے اس کرامت نامہ کو زندہ رکھا جائے۔ پس اسے دشمنانِ پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ

اپنے اس ناپاک کرتوت سے باز آؤ۔ اور ایک بزرگ پیر کی کرامت کے منکر بن کر اُن کی بہترین زندہ کرامت پر ہاتھ نہ پھیرو۔ مولانا عبدالحی سے پہلے نہ تو کسی نے اس کتاب کے تصنیفِ جیلانیؒ ہونے سے انکار کیا نہ کوئی لفظ اس طرح کا لکھا بلکہ دنیائے اسلام عرب و عجم اسے تصنیفِ شاہ جیلاں مانتی چلی آئی۔ فللہ الحمد +

اکتیسواں ثبوت۔ یہی ایک غنیہ ہی نہیں بلکہ شاہ صاحب کی مشہور تصانیف پانچ ہیں۔

(۱) بشائر الخیرات (۲) غنیہ (۳) الفتح الربانی (۴) فتوح الغیب (۵) الفیوضات الربانیہ +

1588

(۳۲) معجم المطبوعات العربیہ والمصریہ لجامعہ یوسف الیان سرکیس مطبوعہ مصر میں شاہ صاحب کی ان پانچوں کتابوں کا ذکر علیحدہ علیحدہ موجود ہے اور ان پانچوں کو شاہِ جیلاں کی مصنفات میں گنوایا ہے آپ کی پیدائش کا سنہ ۴۷۰ھ لکھا ہے اور وفات کا سال ۵۶۱ بتلایا ہے۔ یہ کتاب مطبع سرکیس میں ۱۳۴۶ھ میں چھپی ہے۔ اس کا نسخہ محترمی حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب میمن پروفیسر عربی مسلم یونیورسٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے +

تینتیسواں ثبوت۔ اسی کتاب کے صفحہ ۷۲۷ کالم دوم میں تحریر ہے تَرْجُمَۃُ الجیلانی عِنْدَ التَّادَفِیْ غنیہ کو آپ کی تصنیف گن کر لکھا ہے اَلْغُنْیَۃُ لِطَالِبِیْ طَرِیْقِ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ۔ تَکَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ عَلٰی مَعْرِفَۃِ الْاٰدَابِ الشَّرْعِیَّۃِ وَمَعْرِفَۃِ الصَّانِعِ عَزَّ وَجَلَّ بِالْاٰیَاتِ وَالْعَلَامَاتِ

وَمَعْرِفَۃِ اَخْلَاقِ الصَّالِحِیْنَ (تصوف) یعنی آپ کی ایک کتاب غنیہ ہے اس کتاب میں آپ نے شرعی آداب پر اور اللہ عزوجل کی معرفت پر اور نیک لوگوں کے اخلاق پر بحث کی ہے اور آیات وعلامات سے وجودِ حضرت حق کو ثابت کیا ہے۔ یہ کتاب فنِ تصوف پر ہے +

چونتیسویں دلیل۔ کتاب کشف الظنون جو اسی بارے میں ہے جس میں کتاب اور اس کے مصنف کا نام ہے۔ اور اس بارے میں تمام علما کا مرجع یہی کتاب ہے اس میں ۶۲۶ پر ص ۳۳۸ جلد چہارم مطبوعہ لندن کی سطر دو میں ہے غُنْیَۃٌ فِی ۔ ۔ ۔ ۔ لِلشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْکِیْلَانِیِّ اَلْمُتَوَفّٰی سنہ ۵۶۱ھ یعنی غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس بتلاؤ اکس کس دلیل کو جھٹلاؤ گے؟ +

الغرض کتاب غنیۃ الطالبین یقیناً بلاشک وشبہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی تصنیف ہے۔ اور اس میں وہ سب کچھ ہے جو آپ ذمہ محمدی اور غلنیہ محمدی میں پڑھ چکے ہیں اب دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو ٹھکانے لگائے اور مسلمانوں کو توفیقِ عمل دے آمین!

میمن محمد متوطن ریاست جوناگڈھ مدرس مدرسہ محمدیہ عربیہ ایڈیٹر اخبار محمدی صدر بازار دہلی

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
کہ کام آئے تمہاری بیکسی میں
جو خود محتاج ہو وے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

عرض ناشر

مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڈھی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف جو کہ "محمدیات" کے نام سے مشہور ہیں۔ اور جو توحید و سنت کی تبلیغ کے لئے نہایت ہی مفید اور مستند کتابیں ہیں عرصۂ دراز سے نادر و نایاب ہو چکی تھیں الحمدللہ کہ اب دوبارہ ان کی طباعت و اشاعت کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ چونکہ آجکل گرانی کی وجہ سے طباعت کے اخراجات بہت زیادہ ہیں لہذا مطبوعہ کتابوں کو دیر تک ذخیرہ کرنا مشکل ہے اصحاب خیر کو چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ کتابیں منگا کر تقسیم کریں تاکہ انکی طباعت کا تسلسل جاری رہے۔

میمن محمد سلیمان بن مولانا محمد جوناگڈھی رح۔ مکتبہ محمدیہ ۳/۶ دہلی کالونی کراچی